REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

جلد ۴۴ — شمارہ ۴۱

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۳۲ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۱۶ ڈالر امریکن

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۲ ۱۹۹۵ء

۱۷ جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری ۱۲ اخاء ۱۳۷۴ ہش ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۰ اکتوبر (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

انسانی نورِ قلب کبھی تثلیث پر گواہی نہیں دیتا

اس زمانہ میں مذہب کے نام سے بڑی نفرت ظاہر کی جاتی ہے اور مذہب حقہ کی طرف آنا گویا موت کے منہ میں جانا ہے مذہب حق وہ ہے جس پر باطنی شریعت بھی شہادت دے اٹھے مثلاً ہم اسلام کے اصول توحید کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی حقانی تعلیم ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں توحید کی تعلیم ہے اور نظارہ قدرت بھی اس پر شہادت دیتا ہے خدا تعالیٰ نے مخلوق کو متفرق پیدا کر کے وحدت ہی کی طرف کھینچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت ہی منظور تھی پانی کا ایک قطرہ اگر چھوڑیں تو وہ گول ہوگا۔ چاند، سورج سب اجرام فلکی گول ہیں اور کرویت وحدت کو چاہتی ہے ہم اس وقت بے انتہا خداؤں کا ذکر چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ تو سب ہی ایک بے ہودہ اور بے معنی اعتقاد اور بے شمار خدا ماننے سے ایمان اٹھ جاتا ہے۔ مگر ہم تثلیث کا ذکر کرتے ہیں ہم نے جیسا کہ قدرت کے نظائر سے ثابت کیا ہے کہ خدا ایک ہی ہے اس طرح پر اگر خدا معاذ اللہ تین ہوتے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں تو چاہیئے تھا کہ پانی آگ کے شعلے اور زمین آسمان کے اجرام سب کے سب سہ گوشہ ہوتے تاکہ تثلیث پر گواہی ہوتی اور نہ انسانی نورِ قلب کبھی تثلیث پر گواہی دیتا ہے پادریوں سے پوچھا ہے کہ جہاں انجیل نہیں گئی وہاں تثلیث کا سوال ہوگا یا توحید کا۔ تو انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ توحید کا بلکہ ڈاکٹر فنڈر نے اپنی تصنیف میں یہ اقرار درج کر دیا ہے۔ اب ایسی کھلی شہادت کے ہوتے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ تثلیث کا عقیدہ کیوں پیش کر دیا جاتا ہے پھر بعض گزشتہ خدا بھی عجیب ہیں ہر ایک کے کام الگ الگ ہیں گویا ہر ایک بجائے خود ناقص اور ناتمام ہے اور ایک دوسرے کا متمم ہے۔

اور مسیح جس کو خدا بنایا جاتا ہے اس کی تو کچھ پوچھو ہی نہیں ساری عمر پکڑ دھکڑ میں گذری اور ابن آدم کو سر دھرنے کو جگہ ہی نہ ملی، اخلاق کا کوئی کامل نمونہ ہی موجود نہیں تعلیم ایسی ادھوری اور غیر ممکن کہ اس پر عمل کر کے انسان بہت نیچے جا گرتا ہے۔

وہ کسی دوسرے کو اقتدار اور عزت کیا دے سکتا ہے جو اپنی بے بسی کا خود شاکی ہے اوروں کی دعائیں کیا سن سکتا ہے جس کی اپنی ساری رات کی گریہ و زاری اکارت گئی اور چلا چلا کر ایلی ایلی لما سبقتانی بھی کہا مگر شنوائی ہی نہ ہوئی اور پھر اس پر طرہ یہ کہ آخر یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا اور اپنے اعتقاد کے موافق ملعون قرار دیا۔ خود عیسائیوں نے لعنتی مانا۔ مگر یہ کہدیا کہ ہمارے لئے لعنتی ہوا حالانکہ لعنت ایسی چیز ہے کہ انسان اس سے سیاہ باطن ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے دور اور خدا اس سے دور ہو جاتا ہے گویا خدا سے اس کو کچھ تعلق نہیں رہتا اس لئے ملعون شیطان کا نام بھی ہے اب اس لعنت کو مان کر اور مسیح کو ملعون قرار دے کر عیسائیوں کے پاس کیا رہ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۲۹-۲۳۰)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے ۱۰۴ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

احباب اس روحانی جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ نیز جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۲؍اخاء ۱۳۷۴ ہش

کچھ گزارشات عیسائی بھائیوں سے

(۲)

گزشتہ گفتگو میں ہم نے بتایا تھا کہ عیسائیوں میں گناہ سے دلیری دراصل کفارہ کے اس غلط عقیدہ کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے کہ شریعت تو لعنت ہے اب خواہ مسیح کے عقیدہ پر ایمان لانے سے نجات ہے نہ کہ شریعت پر عمل کرنے سے لہٰذا جو مسیح کی صلیبی موت پر ایمان رکھے گا اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ عقیدہ کسی بھی طرح عقلی و نقلی دلائل کی کسوٹی پر پورا نہیں اُترتا۔

کفارہ کے اس غلط عقیدہ پر درج ذیل اعتراض وارد ہوتے ہیں اور عیسائی دنیا کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت کی دعوت دینے سے پہلے ان اعتراضات کا جواب پیش کرے۔ جو اعتراضات اس عقیدہ پر وارد ہوتے ہیں وہ اس طرح ہیں

(۱)۔ گناہ تو حضرت آدم اور حضرت حوا نے کیا اور حضرت آدم و حوا سے لے کر حضرت مسیح تک ہزاروں سال میں جو انسان اس روئے زمین پر آئے اور فوت ہو گئے جن کو مسیح پر ایمان لانا نصیب نہیں ہوا ان کے گناہوں کی معافی کا کیا بنے گا۔

(۲)۔ اگر گناہوں کی معافی کا یہی طریقہ تھا کہ خدا اپنے فرزند کو بنی نوع انسان کے گناہوں کی معافی کی خاطر قربان کر دے تو پھر حضرت مسیح سے ہی اس جدید طریقہ کو کیوں شروع کیا گیا۔ اس سے قبل تو گناہوں کی معافی کا یہ جدید طریقہ خدا نے کبھی نہیں اپنایا پہلے تو گناہوں سے معافی توبہ اور استغفار ہی کے طریقے سے ہوتی تھی اور اب بھی ہوتی ہے۔

(۳)۔ تیسری عجیب بات گناہ کی معافی کے اس جدید طریقے سے سمجھ میں آتی ہے کہ گناہ تو کوئی کرے اور اس کی سزا کوئی اور بھگتے یہ بات قانونِ قدرت کے بھی خلاف ہے ہم روز دیکھتے ہیں کہ جو بھوکا ہو گا تو اسے روٹی کھانے سے اس کی بھوک مٹتی ہے۔ کوئی دوسرا اگر اس کی طرف سے روٹی کھا لے تو اس کی بھوک یا پیاس ہرگز نہیں مٹ سکتی اسی طرح جو بیمار ہو دوائی اسی کو کھانی پڑتی ہے اس کی طرف سے کوئی دوسرا آدمی ہزار مرتبہ بھی دوائی کھا لے بیمار کو آرام نہیں آ سکتا۔ جو قتل کرے اسی کو پھانسی دی جاتی ہے عیسائی حکومتوں میں بھی جو قصور کرے وہی جیل جاتا ہے۔ جب دنیا میں قانونِ قدرت کے مطابق یہی طریق رائج ہے تو پھر مذہبی دنیا میں خدا کا یہ قانون کیسے بدل گیا

(۴)۔ چوتھی چیز جو کفارہ کے اس عقیدہ کا بطلان ثابت کرتی ہے وہ یہ کہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق چونکہ بنی آدم حضرت آدم سے نسلاً بعد نسلٍ گناہ گار تھے اس لئے خدا نے ایک ایسے شخص کو پیدا کیا جو کسی گناہ گار انسان کے نطفہ سے نہیں اور خالص معصوم اور پاکیزہ ہے لیکن عیسائی حضرات یہ عقیدہ بنانے سے قبل یہ بات بھول گئے کہ باقی لوگ تو مرد اور عورت کے نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ صرف عورت کے نطفہ سے پیدا ہوئے اس لحاظ سے اگر نسلاً بعد نسلٍ گناہ کے تصور کو صحیح مان بھی لیا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی انسانوں سے بڑھ کر گناہ گار قرار پاتے ہیں کیونکہ بقول بائیبل حضرت حوا ہی تھیں جنہوں نے پہلے حضرت آدم کو گناہ پر اکسایا تھا اور ان کے اکسانے پر حضرت آدم نے گناہ کا پھل کھایا تھا۔ اس لحاظ سے جو شخص صرف عورت کے نطفہ سے پیدا ہوا وہ معصوم تو کیا بلکہ نسلاً عام لوگوں سے بڑھ کر گناہ گار ثابت ہوا۔

(۵)۔ اگر خدا نے اپنے فرزند حضرت مسیح کو شریعت کی لعنت سے چھڑانے کے لئے اور قربانی دینے کے لئے پیدا کیا تھا تو پھر اس قربانی سے بہتر قربانی تو حضرت اسمٰعیل کی یا بقول بائیبل حضرت اسحٰق کی تھی جنہوں نے اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے کسی طرح پس و پیش نہ کی۔ (پیدائش)

ادھر بقول عیسائیان حضرت مسیح کو جبکہ معلوم تھا کہ ان کے باپ نے ان کو محض ادر محض گناہگاروں انسانوں کو بخشش کی خاطر قربانی دینے کے لئے پیدا کیا ہے تو پھر وہ تمام رات رو رو کر خدا کے حضور میں کیوں گڑگڑاتے رہے کہ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ حواریوں کو بھی جو بار بار سو جاتے تھے جگاتے رہے کہ دعا کرو کہ خدا موت کے اس پیالے کو ان سے ٹال دے۔

(۶)۔ چھٹا اعتراض اس عقیدے پر یہ پڑتا ہے کہ خدا نے جو حکم بندوں کو دیا وہی حکم خود توڑ دیا۔ استثناء ۲۴/۱۶ میں لکھا ہے۔ "اولاد کے بدلے باپ دادے نہ مارے جائیں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے۔"

مذکورہ تمام اُمور سے یہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مسیح کا صلیب پر عیسائیوں کے گناہوں کو لے کر چڑھ جانے اور ان کو شریعت کی لعنت سے بچانے کا عقیدہ سراسر غلط ہے بنیاد اور قانونِ الٰہی کے خلاف ہے۔

یہ بات یاد رکھے جانے کے لائق ہے کہ مذکورہ عقیدہ ابتدائی عیسائیوں کا ہرگز نہیں تھا بلکہ پولوس رسول جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہ صرف اُن کا منکر بلکہ اُن پہ کفر کا فتویٰ لگانے والا تھا جب حضرت عیسیٰ پر بعد میں ایمان لایا تو اس نے بائیبل کے احکامات سے آزادی حاصل کرنے کیلئے اور یہودیوں کے اس اعتراض سے بچنے کے لئے کہ مسیح علیہ السلام چونکہ صلیبی موت مرے ہیں اس لئے بقول بائیبل اُن کی موت لعنتی ہوئی ان کی صلیبی موت کو برحق اور شریعت سے چھٹکارا حاصل کرنے اور گناہوں سے بچنے کا ایک ذریعہ قرار دے لیا۔

اب غور سے سننا چاہیئے کہ یہی وہ فلسفہ کفارہ ہے جس کے نتیجہ میں اعمال کی خرابی پیدا ہوئی۔ کفارہ کا صاف مطلب ہے کہ مسیح کی اس قربانی کے نتیجہ میں کئے گئے گناہوں سے انسان بری ہو جاتا ہے۔ اب خونِ مسیح کے اس کفارہ پر ایمان لانے سے روئے زمین کے تمام عیسائیان اپنے اگلے پچھلے گناہوں سے بری ہو گئے ہیں اس سے اکثر عیسائی ممالک میں گناہوں کی کثرت بے راہ روی فحاشی اور بے حیائی پھیلی ہے۔ آج آپ ہند و پاک میں جس قدر بے حیائی دیکھ رہے ہیں درحقیقت انہی کے نتیجہ میں پہلے یورپ کے ان عیسائی ملکوں میں لوٹے گئے ہیں جنہوں نے پولوس کے کہنے پر شریعت کو لعنت قرار دے کر ہر ایک گناہ کو اپنے لئے جائز سمجھ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج یورپ کے عام عیسائی ہی نہیں بلکہ چرچ آف انگلینڈ کے بشپ صاحبان زنا جیسے گناہ کبیرہ کو نہ صرف جائز بلکہ اس کو ایک مستحسن امر خیال کر رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

(منیر احمد خادم)

تبدیلی فون نمبر

دار التبلیغ سرینگر کا فون نمبر تبدیل ہو چکا ہے۔ احباب یہ نمبر نوٹ کر لیں۔

فون نمبر:۔ 476218 (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان

PHONE :- 04524 - 649

پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

ارشادِ نبوی

اَلتَّعْزِيَةُ مَرَّةٌ

(تعزیت ایک دفعہ ہی کافی ہے)

(منجانب)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۱۔ بینٹنک لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

فون نمبرز ۲۴۸۵۳۲۲ / ۲۲۸۱۱۵۲ / ۲۲۳۰۷۴۴

خطبہ جمعہ

اگر حق خدا سے تعلق قائم کرنا ہے تو آپ کو حق بننا ہوگا اور حق بننے کے رستے میں جو مشکلات کھڑی ہیں ان کا مقابلہ کرنا ہوگا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۷؍جولائی ۱۹۹۵ء مطابق ۷؍وفا ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گذشتہ دو خطبوں کے دوران میں مثالوں سے یہ بات واضح کر رہا ہوں کہ کس طرح اسماء باری تعالیٰ کا بنیادی تعلق سورہ فاتحہ ہی میں مندرج اسماء سے ہے اور بعض دفعہ ایک ہی اسم سے جو سورہ فاتحہ میں مذکور ہے ایک اور اسم پھوٹتا ہے بعض دفعہ ان کے اجتماعی اثر سے ایک اسم پھوٹتا ہے اور جو بنیادی صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی جو ان اسماء میں سے ہیں جو غیر معمولی شان اور قوت کی صفات رکھنے والے ہیں وہ تمام سورہ فاتحہ میں مذکور صفات سے مل کر بنتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ کو یہ سمجھ آجائے کہ کس طرح وہ ہر ایک صفت سے تعلق رکھتے ہیں تو اس سے یہ بات بھی سمجھ آجاتی ہے کہ اس اسم کے ساتھ انسان اپنا تعلق جوڑنے کی خواہش کرے جس کے تعلقات سورہ فاتحہ میں مذکور اسماء سے ہیں تو ہر اسم کے رستے سے وہ تعلق قائم کیا جائے گا اور کامل تعلق وہ ہوگا جو تمام بنیادی صفات کے رستے سے قائم ہو وہ سب سے اعلیٰ اور افضل تعلق ہوگا۔

اس ضمن میں "الحق" کی مثال دے رہا تھا کہ خدا سچا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سچا نہیں بلکہ حق ہے اس کی جو بنیادی صفت ہے جس کو ہم اسم بھی کہتے ہیں "اسم الٰہی" وہ سچ بولنے والا نہیں بلکہ "الحق" ہے۔ یعنی مجسم سچ اس میں سچ کے سوا کچھ بھی نہیں اس کی تمام صفات حق ہیں اور کامل طور پر سچ ہیں۔ اس پہلو سے ظاہر ہے کہ اس لفظ حق کا تعلق سورہ فاتحہ میں مذکور تمام اسماء سے ہونا چاہئے تھا اس کی بعض مثالیں میں پہلے خطبات میں پیش کر چکا ہوں۔ میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ بظاہر رحمٰن کا تعلق حق سے کوئی نہیں ہے لیکن اگر آپ غور کریں تو رحمٰن کا حق سے تعلق بنتا ہے رحمانیت کے تقاضوں کے وقت بسا اوقات انسان حقیقت کے بیان سے ذرا ہٹ جاتا ہے۔ ایک ماں کو بچے سے محبت ہے، ایک باپ کو بیٹے سے محبت ہے وہاں رحمانیت کا تقاضا یہ ہے یعنی جس کو وہ اپنی رحمانیت سمجھتا ہے یا سمجھتی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ رحم کی خاطر اس بچے کو جھوٹ بول کر بچایا جا سکتا ہے تو بچا لیا جائے۔ تو انسان کے لئے یہ ابتلاء ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ابتلاء نہیں ہے اس کی وضاحت میں پہلے بھی کر چکا ہوں اس لئے اس کو دہراتا نہیں صرف یاد کرا رہا ہوں آپ کو کہ اللہ تعالیٰ کو کسی موقع پر بھی جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ چاروں بنیادی صفات سے مزین ہو جو رب بھی ہو، رحمٰن بھی ہو، رحیم بھی ہو اور مالک بھی ہو اس کو کسی موقع پر بھی کسی جھوٹ سے کام لینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ مگر انسان حمید بھی ہونا چاہتا ہے ایسا رب بننا چاہتا ہے جو صاحب حمد ہو، ایسا رحمٰن بھی بننا چاہتا ہے جو صاحب حمد ہو، ایسا رحیم بھی بننا چاہتا ہے جو صاحب حمد ہو، ایسا مالک بھی بننا چاہتا ہے جو صاحب حمد ہو، اور ان تمام امور میں عاری ہے۔ اپنی ذات میں نہ وہ حقیقت میں قابل تعریف رب بن سکتا ہے نہ قابل تعریف رحمٰن نہ قابل تعریف رحیم نہ قابل تعریف مالک یوم الدین، تو اس مشکل کا حل کیا ہے اس ضمن میں میں پچھلے دو خطبات میں مثالیں دے کر واضح کر چکا ہوں کہ اس مضمون کو سمجھ جائیں تو حل بھی اسی وقت سمجھ آجاتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ہر وہ صفت باری تعالیٰ جس کے درمیان اور انسان کے درمیان فاصلہ ہے اس کی اسی طرح IMMITATION کرنے سے وہ فاصلہ مٹتا ہے جس طرح خدا میں وہ صفت ظاہر ہوتی ہے اس سے ہٹ کر اگر وہ جلوہ دکھائیں گے جو بظاہر رحمانیت کہلا سکتا ہے مثلاً، تو اس کے بظاہر موجود ہونے کے باوجود خدا سے تعلق قائم نہیں ہوگا۔ یہ جو پیچ دار بات ہے اس کو اسی مثال کے حوالے سے میں دوبارہ کھولتا ہوں جو میں نے حضرت میر حامد شاہ صاحب کی پیش کی تھی میر حامد شاہ صاحب کی مثال سے یہ بات واضح تھی کہ آپ اپنے بیٹے سے محبت رکھنے کے باوجود اس محبت سے اس حد تک مغلوب نہیں ہوئے کہ عدل کا دامن چھوڑ دیا ہو اور حق کو چھوڑ دیا ہو چونکہ اس پہلو سے وہ خدا کے [illegible] قریب ہوئے اس لئے آپ کی رحمانیت اور خدا کی رحمانیت میں ایک تشابہ پیدا ہو گیا اس لئے جیسا کہ TUNING FORK میں جہاں ایک نغماتی صوت پیدا کرنے والا آلہ ایک خاص لہر پر نغمہ پیدا کرتا ہے اگر بعینہ اسی مزاج کا آلہ ہو اور اس پہلے آلے کو آپ ہاتھ رکھ کر بند بھی کر دیں تو دوسرے آلے سے وہی آواز اٹھنی شروع ہو جاتی ہے تو صفاتی ہم آہنگی ایسا گہرا سائنسی راز ہے اور اب تو کھلی ہوئی حقیقت بن چکا ہے کہ صفات باری تعالیٰ میں بھی یہی مضمون کارفرما ہے اور قطعیت کے ساتھ کارفرما ہے یہ کوئی اتفاقی حادثے کے طور پر نہیں بلکہ ایک یقینی صورت حال کے طور پر آپ کو جلوہ گر دکھائی دے گا۔

اس مثال کے ضمن میں میں ایک اصلاح بھی کر دینا چاہتا ہوں حضرت مصلح موعودؓ نے جو خطبے میں وہ واقعہ بیان فرمایا تھا ایسا اور جگہ بھی کئی دفعہ ہوا ہے، مجھ سے بھی بارہا ہو جاتا ہے مجھ سے تو زیادہ ہی ہوتا ہے کہ ایک واقعہ سنا ہے اس کا عمومی تاثر تو یاد ہے مگر بعض تفاصیل یاد نہیں اور چونکہ خطبے سے پہلے بسا اوقات تیاری کا موقعہ نہیں ملتا اور بعض دفعہ تیاری کی بھی ہو کسی مضمون پر

تو جو خدا تعالیٰ کی تقدیر چل رہی ہے، وہی ہوتا ہے۔ ایک مضمون میں پڑ کر آپ ایک سمت میں چل پڑتے ہیں اور اس سے رُک نہیں سکتے پھر ایک دھارے میں بہتے چلے جاتے ہیں۔ ضمناً جو واقعات یاد آتے ہیں وہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہمیشہ اسی صحت کے ساتھ ہوں جیسا کہ اصل میں پیش آئے تھے مگر یہ بات ضروری ہے کہ جس مقصد کے لئے وہ پیش کئے جاتے ہیں اس مقصد کو ثابت کرنے اور حاصل کرنے میں اگر معمولی تفصیلی غلطیاں رہ بھی گئی ہوں تب بھی وہ پورا کام کرتے ہیں۔ پس اس واقعہ سے متعلق تصحیح یہ ہے کہ حضرت میر حامد شاہ صاحب کی ایک نواسی بھی سیدہ فضیلت بیگم اور ان کے بھائی کے بیٹے تھے سید میر عبدالسلام صاحب جو انگلینڈ کی جماعت میں بھی بہت عرصہ رہے ہیں اور ایک مشہور کرکٹر کے طور پر بھی ان کا نام کرکٹ کی جو تاریخی کتابیں ہیں ان میں بھی لکھا گیا ہے، ان کی اولاد ہے یہاں۔ ماشاء اللہ ان میں سے ایک آپا شاہدہ ہیں جو بچپن سے ہمارے گھروں میں سیالکوٹ سے آکر مہمان ٹھہرا کرتی تھیں۔ بڑی بہن کی طرح اُن سے بہت گہرا پُرانا تعلق ہے انہوں نے گھر میں جو واقعہ سُنا اور ان کے سارے خاندان میں جو جس طرح رائج ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت مصلح موعود نے معلوم ہوتا ہے جو سُنا تھا تو بعض باتیں خطبے میں بیان کرتے وقت ذہن میں نہیں رہیں اس لئے چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے میں اس کی درستی کرنا چاہتی ہوں جب انہوں نے بیان کیا تو مجھے بھی یاد آگیا کہ اسی طرح میں نے بھی بچپن میں سُنا تھا اس لئے اس واقعہ کی تصحیح ہونی چاہئیے مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور بھی بارہا ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بنیادی طور پر غلط نہیں مگر کچھ سقم رہ جاتے ہیں اصل واقعہ یہ تھا کہ ایک حد تک حضرت مصلح موعود کا بیان چلتا ہے بعد کے ایک واقعہ کا حضرت مصلح موعود کو علم نہیں ہوا یا اس وقت ذہن سے اُتر گیا ہے جس ڈپٹی کمشنر کی بات ہو رہی تھی کہ وہ بہت ہی سختی سے انصاف چاہتا تھا اپنے نام و نمود کی خاطر انصاف کی خاطر نہیں یا برٹش حکومت کا رعب قائم کرنے کے لئے نہ کہ حصولِ انصاف کے لئے۔ حضرت مصلح موعود کو جو تاثر تھا وہ یہ تھا کہ اسی ڈپٹی کمشنر نے وہ فیصلہ دیا جو اصل واقعہ ہے وہ اس طرح نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب اس ڈپٹی کمشنر نے جس کے متعلق مشہور تھا کہ یہ حکومت کا نام نمود قائم کرنے اور اپنے انصاف کا چرچا کرنے کی خاطر بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ غیر منصفانہ سختی کرتا ہے اس کی عدالت میں حضرت میر حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ تھے اور اس زمانے میں ایک انگریز ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں سپرنٹنڈنٹ ہونا آج کل کے چیف سیکرٹری ہونے سے بھی بڑی بات سمجھی جاتی تھی اس نے یہ سوچا کہ ان کے بیٹے سے ایک قتل ہو گیا ہے۔ مشہور یہ ہوا ہے۔ مقدمہ پیش ہو گیا ہے اور اگر میں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا تو میری بدنامی ہو گی کہ میں چونکہ اپنے سپرنٹنڈنٹ سے تعلق رکھتا ہوں اس کا لحاظ کرتا ہوں اس کی لحاظ داری کی خاطر میں نے انصاف چھوڑ دیا تو اس بات پر تُلا بیٹھا تھا کہ میں ضرور اس کو پھانسی چڑھاؤں گا اور حضرت میر صاحب پر اتنا اعتماد تھا سچائی کے لحاظ سے کہ خود ان کو بلایا اور ان سے کہا کہ یہ واقعہ سُنا ہے کہ ایسے ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سُنا تو میں نے بھی ہے مگر میں موقع پر موجود نہیں تھا تو انہیں کہا کہ پھر اگر اس نے کیا ہے تو اپنے بیٹے کو کہو کہ سچ بولے۔ میر صاحب نے اپنے بیٹے جن کا نام سید احمد تھا ان کو بلا کر نصیحت کی اور انہوں نے وعدہ بھی کر لیا۔ یہاں تک تو بات درست ہے اسی طرح تھی۔ اگلی بات جو سہواً حضرت مصلح موعود سے بیان کرنے سے رہ گئی وہ یہ تھی کہ سید احمد پر جب ان کے دوستوں اور سیالکوٹ کے اور بااثر خاندانوں نے زور ڈالا اس کو کہا کہ تم اپنے باپ کی باتوں میں آکر کیوں اپنی جان کھوتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ یہ قتل عمد نہیں ہے اس لئے عدالت میں کبھی ہاں نہ کرنا ایسی کے بغیر ثبوت ہی کوئی نہیں ہے اگر تم منکر ہو گئے تو عدالت تمہارے خلاف فیصلے ہی نہیں سکتی تو وہ بے چارے اس عرصے میں پھر گئے جب عدالت میں پیش ہوئے اور ڈپٹی کمشنر نے پوچھا تو انہوں نے کہا نہیں غلط بات ہے میں نے تو نہیں ایسا کیا۔ حضرت میر صاحب متقی کی جو نشانِ تقویٰ ہے وہ اس طرح ظاہر ہوتی ہے اسی وقت کھڑے ہوئے اور پہلے چونکہ پوچھ چکے تھے پتہ تھا اب گواہی دے سکتے تھے ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اس سے پوچھیں کہ جو تم نے دایاں ہاتھ جیب میں ڈالا ہوا ہے یہ کیوں ڈالا ہوا ہے۔ نکالو تو سہی اس کا انگوٹھا دیکھیں جس زور سے اس نے مکا مارا تھا اسی وقت سے اس کا انگوٹھا جو ہے زخمی ہے اور اسی لئے آپ کی عدالت میں جیب میں ہاتھ چھپایا ہوا ہے تاکہ پتہ نہ لگ جائے جب ہاتھ نکلوایا تو واقعی انگوٹھے پر وہ بہت زور سے جو شدت سے مکا مارا تھا تو بعض دفعہ ضرب آجاتی ہے اس کی وجہ سے جو نشان تھا وہ سُوجا ہوا تھا تو جج نے وہیں بات ختم کر دی اور اس کے بعد اس کی نیت ظاہری طور پر یہی تھی کہ ان کو پھانسی چڑھائے گا۔ اب حضرت میر صاحب اپنی اولاد سے محبت بہت کرتے تھے یہ میں رحمانیت کی مثال دے رہا ہوں کہ وہ واقعہ مجھے اس ضمن میں کیوں یاد آیا اور اس کا کیا گہرا تعلق ہے۔ سچائی اور رحمانیت کا رشتہ کیا ہے۔ ان کو بہت پیار تھا اپنی اولاد سے ویسے ہی بہت شفیق تھے انہوں نے جانماز بچھائی۔ رات کو رو رو کے گریہ وزاری شروع کی کہ اے میرے آقا تیری خاطر میں نے سچ بولا ہے تو حق ہے مگر تو جانتا ہے کہ میرے بچے کا قصور بھی کوئی نہیں اور مرا تو اس کے ہاتھ مقتول ہے مگر بالعمد قتل نہیں ہے اس لئے بچانا بھی تو نے ہی ہے جس دن فیصلہ سُنایا جانا تھا اس سے ایک دن پہلے اچانک اس ڈپٹی کمشنر کی تبدیلی ہو گئی اور فیصلہ سُنائے بغیر اسی طرح رہ گیا جو دوسرا ڈپٹی کمشنر آیا ہے اس نے جب کیس دیکھا تو اس نے کہا اس کے الفاظ یہ تھے کہ یہ کیا پاگلوں والی بات ہے ہم بھی تو کبھی جوان ہوا کرتے تھے ہمیں پتہ ہے کہ جوانی کے جوش میں مقابلے ہو جاتے ہیں لڑائیاں ہو جاتی ہیں ارادہ تو قتل کا نہیں ہوا کرتا اس لئے کیس ہی DISMISS کیا جاتا ہے اس میں کوئی جان نہیں

تو یہ جو واقعہ ہے یہ دراصل اس بات پر گواہ ہے کہ رحمانیت جھوٹ کا تقاضا نہیں کرتی بلکہ سچ کو آزماتی ہے اور جو اس آزمائش میں پورا اُترے گا وہی سچا رحمٰن ہے اور اسی کا رحمان خدا سے تعلق قائم ہوتا ہے اور وہ بڑی شان کے ساتھ اس تعلق کو پھر ظاہر بھی فرما دیتا ہے۔ رحمانیت کے تعلق میں میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ چونکہ صاحب حکم ہے وہ رحمان بھی صاحب حکم ہے اگر رحمان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو قابل تعریف نہ ہو تو وہ رحمٰن صحیح معنوں میں نہیں رہتا مگر قرآن کریم میں براہ راست بھی رحمانیت کا حق سے ایک تعلق ظاہر کیا گیا ہے سورہ رحمٰن کو آپ پڑھ کے دیکھیں اس میں جتنے بھی مختلف دلچسپ انداز ہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر ہے وہ سب دراصل رحمانیت کی تفسیر ہیں اور اسی لئے بار بار یہ تکرار ہے "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" وہ تمہارا رب جو رحمان ہے اس کی کس نعمت کا تم انکار کرو گے اور اس میں جو سزائیں ہیں وہ بھی نعمت کے طور پر درج ہیں کیونکہ وہ سزائیں نہ ہوں تو نظام کائنات درہم برہم ہو جائے اور سارے معصوم لوگ مارے جائیں اور مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔

تو یہ جو تعلقات ہیں بڑے باریک اور بڑے گہرے ہیں لیکن قرآن کریم میں ہر بات کھول کر پیش کر دی گئی ہے سورہ رحمٰن ہی میں

شروع میں اللہ تعالیٰ رحمٰن خدا کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتا ہے۔ "والسماء رفعھا ووضع المیزان الّا تطغوا فی المیزان" اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کی یعنی عدل قائم کیا اور عدل کا ترازو قائم کیا۔ یہ دونوں باتیں میزان میں آجاتی ہیں الّا تطغوا فی المیزان تاکہ تم عدل میں کبھی کبھی بے اعتدالی نہ کرو ساری کائنات کی بناء عدل پر رکھ دی ہے اور رفعتوں کا تعلق عدل سے ہے ورنہ زمین میں کبھی تو وہ میزان پایا جاتا ہے ذکر فرمایا ہے والسماء رفعھا ووضع المیزان" دیکھو رفعتوں کی طرف تم کس طرح مرعوب ہو کر دیکھتے ہو لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ تمام رفعتوں کی بنا میزان پر ہے اگر میزان نہ رہے تو کوئی رفعت باقی نہیں رہتی اور نصیحت یہ ہے "الّا تطغوا فی المیزان" کہ تم میزان میں کبھی بے اعتدالی سے کام نہ لینا۔

> رحمانیت جھوٹ کا تقاضا نہیں کرتی بلکہ سچ کو آزماتی ہے اور جو اس آزمائش میں پورا اترے گا وہی سچا رحمان ہے اور اسی کا رحمٰن خدا سے تعلق قائم ہوتا ہے۔

پس اس موقع پر اس آیت کی تفسیر کھل کر ہمارے سامنے آجاتی ہے ایک طرف حضرت میر صاحب کا اپنے بچے کے لئے رحم تھا جو جوش مار رہا تھا دوسری طرف یہ تعلیم تھی کہ رحمٰن خدا نے ہی عدل بنایا ہے اور یہ کھول کر تمہارے سامنے اس لئے پیش کر رہا ہے تاکہ تم کبھی بے اعتدالی نہ کرنا تو جو رحمٰن کے حقیقی معنی تھے ان کا گہرا تعلق انصاف اور سچائی سے تھا اگر رحمانیت کے نام پر رحم کے نام پر آپ سچائی کو چھوڑ دیتے تو رحمٰن سے تعلق کٹ جاتا پس آپ نے بھی اگر رحمٰن خدا سے تعلق قائم کرنا ہے تو حق کے رستے سے تعلق قائم ہوگا فرضی رحمانیت کے ذریعے نہیں ورنہ جتنے دنیا میں جرائم ہیں اکثر رحمانیت ہی سے پھوٹ رہے ہیں یعنی وہ رحمانیت جو خدا کی نہیں ہے جو عدل سے عاری ہے اور بندوں کی رحمانیت ہے۔

پس ایک اور سبق اس آیت کریمہ سے ہمیں یہ ملتا ہے کہ کوئی رحم جو عدل کے تقاضوں کو چھوڑ کر کیا جاتا ہے وہ جائز نہیں ہے۔ پہلے عدل ہے پھر رحم ہے چنانچہ اسی ترتیب سے قرآن کریم نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلے عدل، پھر احسان، پھر ایتاء ذی القربیٰ "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ" پہلا قدم عدل کا ہے پھر احسان کا ہے پھر ایتاء ذی القربیٰ ہے عدل سے اوپر کے دونوں مقامات رحمانیت کے تابع ہیں احسان بھی رحمانیت کے تابع ہے اور ایتاء ذی القربیٰ بھی رحمانیت کے تابع ہے لیکن عدل کی بنیاد نہ ہو تو یہ دو منزلیں اوپر بن ہی نہیں سکتیں اور عدل سچائی کا دوسرا نام ہے، حق کا دوسرا نام ہے پس سورہ فاتحہ میں جو صفات ہیں یا اسماء الٰہی ہیں فی الحقیقت ان کا تمام صفات باری تعالیٰ سے گہرا تعلق ہے۔ یہ کوئی فرضی کہانی نہیں ہے اور اسے سمجھنے کے نتیجے ہی میں آپ ان چاروں صفات سے تعلق قائم کر سکتے ہیں اور خدا کی تمام صفات سے اس واسطے سے تعلق قائم کر سکتے ہیں لیکن اس کی راہ میں کچھ مشکلات در پیش ہیں کچھ امتحانات ہوں گے کہیں ربوبیت سے تعلق قائم کرنے کی راہ میں بے شمار مسائل آئیں گے۔ بے شمار دقتیں پیش آئیں گی اور آپ کے امتحان ہوں گے اللہ رب ہے یہ حق بات ہے لیکن آپ بھی رب بنتے ہیں اپنی اولاد کے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے ان کی بھی ربوبیت کرتے ہیں یہ بھی اپنے دائرے میں حق بات ہے لیکن اللہ کی ربوبیت کسی جھوٹ کی محتاج نہیں ہے اگر آپ کی ربوبیت جھوٹ کی محتاج ہے اگر رزق پیدا کرنے میں بد دیانتیاں ہیں، دھوکے بازیاں ہیں اور دوسروں کے رزق چھینے گئے ہیں ربوبیت کی بھی نفی ہو جاتی ہے رحمانیت کی بھی ہو جاتی ہے رحیمیت کی بھی ہو جاتی ہے اور مالک یوم الدین کی بھی، یعنی اگر اس مضمون کو آپ غور سے پڑھیں گے تو بات وہاں جا کے ختم ہوگی پس صفات باری تعالیٰ سے تعلق زبان سے نام جپنے سے نہیں ہو سکتا پتہ نہیں کن لوگوں کے دماغ میں یہ بات آگئی کہ ذکر الٰہی اس کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی رو سے ذکر الٰہی وہ ہے تقشعر منہ جلود کہ اس سے انسان کے جسم پہ جھرجھریاں طاری ہو جاتی ہیں جو ڈوبتا ہے دل میں اور ایک زلزلہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے کہ تسبیح کے دانے پر انگلیاں نہ چل رہی ہوں بلکہ صفات باری تعالیٰ دل میں گھوم رہی ہوں اور اپنے جلوے دکھا رہی ہوں دماغ اس کے نتیجے میں EXCITE ہو جائے اور غور کر رہا ہو اور پھر اپنے عمل میں وہ جاری ہونا شروع ہو جائے ایسے مقامات آتے ہیں جب انسان سمجھ تو لیتا ہے لیکن عمل میں جاری کرنے کی راہ میں ایک روک پیدا ہو جاتی ہے اپنی کمزوری اپنی مشکلیں اور یہ اکثر انسانوں کے ساتھ اکثر دفعہ یہی معاملہ ہوتا ہے اس کا خلاصہ وہی شعر ہے اس شعر میں بیان ہوا ہے کہ ۔

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

یہ تو نہیں کہ مجھے پتہ نہیں کہ طاعت و زہد کا ثواب کیا ہے لیکن طبیعت نہیں آتی اس طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ فاتحہ ہی کے حوالے سے اس کا حل پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ صرف سورہ فاتحہ میں خدا سے تعارف حاصل کرنے کے نتیجے میں یہ غلط ہے کہ تم اس سے تعلق جوڑ سکو گے ہر قدم پر تمہاری راہ میں مشکلات ہوں گی روزمرہ کے رزق کے ذرائع ہیں ان میں کبھی آپ کو مشکلات پیش آتی ہیں، اپنے مقاصد دوسرے ہیں جو حل کرتے ہیں ان میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں رحیم بننے میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں، رحیم وہ ہے جو جس کا حق جتنا کام آپ کے ذمے اس کی محنت سے بڑھ کر اس کو پھل دے لیکن جب آپ لوگوں کے کام کا حق اپنے پاس رکھنے لگ جاتے ہیں اور اکثر دنیا میں EXPLOITATION اسی کا نام ہے، اکثر دنیا میں غریب کو اس کی محنت کا پھل نہیں دیا جاتا اور انسان اس پہلو سے رحیم نہیں رہتا اگر کوئی کہے کہ جو بھی کسی ملک کے قوانین اور قواعد ہیں ان کی رو سے میں نے ایک مزدور کا ان کی محنت کا پھل دے دیا تو اس میں بھی ایک دھوکا ہے بعض ملکی اقتصادی حالات ایسے ہیں جہاں مزدور کی مزدوری ساری قوم نے دبائی ہوئی ہے اور اتنی تھوڑی ہے کہ اس پر ایک غریب پل ہی نہیں سکتا تو ایک انسان اگر آنکھیں کھول کر دیکھے، اپنے نفس پر غور کرے اور یہ سوچے کہ کیا میں نے اس مزدوری کو قبول کر کے یہ محنت کرنی تھی تو اس کا دل گواہی دے گا اس کے اندر ایک نظام وجود ہے وہ گواہی دے گا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ پھر یہ عذر رکھ کر کہ اقتصادی طور پر اتنی ہی مزدوری بنتی ہے میں نے حق ادا کر دیا یہ جھوٹ ہے رحیم سے آپ کا تعلق قائم نہیں ہو سکتا قانون آپ کو پکڑے یا نہ پکڑے۔ زیادہ سے زیادہ آپ یہ عذر رکھ سکتے ہیں کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا مگر نیکی کیا ہو تو رحیم خدا سے تو اپنا تعلق تو کاٹ لیا اور اس کے نتیجے میں بہت سی باتوں سے محروم رہ گئے اور رحیمیت کا جو حق ہے تعلق اس مضمون میں آپ ڈوبے تو آپ کو وہ دکھائی دینے لگا قانون کا عذر حق نہیں ہے حقیقت

حال کی تہہ میں اترنا اور کسی معاملے کو سمجھ کر اس کے مطابق اس کا سلوک کرنا یہ حق ہے اور یہی سچائی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اگر اسی طرح عذر رکھ کر کہ تم نے یہ کام اتنا کر لیا اس کی مزدوری مل گئی اگر اپنی مخلوقات سے سلوک کرتا تو ساری مخلوق بھوکی مر جاتی یا کچھ بھی اس کو حاصل نہ ہوتا۔ بعض دفعہ ایک انسان میں زیادہ کرنے کی طاقت ہی نہیں ہوتی اور ضرورتیں زیادہ ہیں۔ اللہ رحیمیت میں اس بات پہ نظر رکھتا ہے کہ جتنا کسی نے عمل کیا ہے۔ توفیق کے مطابق کر دیا اب میں ضرورت کے مطابق اس کو دوں اس لئے رحیمیت کا صرف یہ مطلب کرنا کہ پورا پورا بدلہ دیتا ہے یہ درست نہیں ہے۔ اس میں تو رحم کی کوئی بات نہیں یہ تو عدل کا معاملہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو کھول چکے ہیں کہ اللہ کو مالک کے طور پر پیش فرمایا گیا ہے عادل کے طور پر نہیں اگرچہ مخلوق کے حوالے سے اس نے عدل کے نظام کو قائم کر دیا۔ کوئی بھی مخلوق عدل کے تقاضوں سے باہر نہیں رکھی لیکن خود عدل سے بالا ہے جس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ غیر عادل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عدل کے تقاضوں سے بڑھ کر دینے والا ہے رحمٰن بھی ہے رحیم بھی ہے اور مالک بھی ہے اس لئے ناپ تول کے نہیں دیتا جتنا کوئی کرتا ہے اتنا تو لازماً اس میں شامل ہوگا اگر وہ زیادہ دیا جائے گا اس لئے اس کو عادل نہیں کہتے اس کو محسن کہہ دیں گے ایتاء ذی القربیٰ کا سلوک کرنے والا کہہ دیں گے مگر اگر وہ ناپ تول کر برابر دے تو پھر عادل کہلائے گا اور اس لحاظ سے اس کو پھر ہر گناہ کی سزا بھی دینی پڑے گی وہاں بھی مالکیت کام آتی ہے۔

آپ نے بھی اگر رحمان خدا سے تعلق قائم کرنا ہے تو حق کے رستے سے تعلق قائم ہوگا، فرضی رحمانیت کے ذریعہ نہیں

کوئی رحم جو عدل کے تقاضوں کو چھوڑ کر کیا جاتا ہے وہ جائز نہیں ہے

ہم، اگر ہمارے سامنے گناہ آئیں یا جرائم پیش ہوں اور ہم قانون کی نمائندگی میں فیصلہ کرنے کی کرسی پہ بٹھائے جائیں تو ہم چونکہ مالک نہیں ہیں اس لئے وہ فیصلہ نہیں کر سکتے۔ یعنی ایسا فیصلہ نہیں کر سکتے جو کسی پہلو سے بھی ظاہری عدل کے خلاف ہو۔ نتیجہ میں جو کچھ بھی ہو۔ ہم مجاز نہیں ہیں اور حقیقی مجاز اللہ ہی ہے۔ اس وجہ سے اگر آپ بات کو سمجھنے کے باوجود سمجھتے ہیں کہ حق اندر سے یہ ہے لیکن خدا ہی کے بنائے ہوئے قوانین کے تابع مجبور رہیں کہ اس حق کو جاری نہیں کر سکتے تو آپ کا کام یہاں ختم ہو جاتا ہے۔ پھر مالک یوم الدین کا کام شروع ہو جاتا ہے اور پھر اس کا کام ہے کہ اپنی ملکیت کی شان آپ کے حق میں دکھائے اور جو آپ چاہتے ہوئے بھی خدا کی خاطر کرنے سے رک گئے تھے وہ اللہ آپ کے لئے جاری فرما دے۔ پس وہ جو مثال تھی حضرت میر صاحب کی اس میں یہ بات بھی بڑی کھل کے سامنے آگئی۔ جانتے تھے کہ اندر سے حق یہ ہے کہ اس کو سزا نہیں ملنی چاہئے۔ جانتے تھے کہ میں بے اختیار ہوں میں مالک یوم الدین نہیں ہوں اس لئے مالک کا کام مالک کے سپرد کر دوں جو میرا کام ہے میں اتنا ہی کروں اور پھر مالک سے مانگوں۔ اور مالک رحیم ہے عدل سے بالا رحیم ہے یعنی عدل کے تقاضوں کو قربان کر کے رحیم نہیں بلکہ عدل کے تقاضوں سے بڑھ کر دینے والا ہے۔ پس اس پہلو سے جو خدا کی شان ظاہر ہوئی ہے وہ غیر معمولی تھی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا۔ یہ اعجاز تھا ایک کہ ایک دن پہلے دستخط کرنے سے اس کا فوری تبادلہ کر دیا جاتا ہے اور جو دوسرا آتا ہے وہ معاملہ فہم ہے اور قانون اس کو اجازت بھی دیتا ہے کہ معاف کر دے۔

پس خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے حق پہ قائم ہونا ضروری ہے جس کا ایک دوسرا نام عدل بھی ہے۔ اور ان تمام صفات کے حوالے سے آپ پر جو آزمائشیں آئیں ان پر پورا اتریں گے تو پھر آخر آپ اس خدا سے تعلق جوڑ لیں گے جو تمام تر حق ہے اور آپ کی تائید میں پھر وہ ایسے نشان دکھائے گا جس کی کوئی مثال اس دنیا میں دکھائی نہیں دیتی۔ یہ جو میں آپ کے سامنے باتیں بیان کر رہا ہوں آئے دن اس کی مثالیں میرے سامنے آنی شروع ہو گئی ہیں۔ کئی احمدی لکھ رہے ہیں کہ آپ نے فلاں خطبہ میں خدا کی فلاں صفت کا ذکر کیا، فلاں اسم کی تشریح کی ہمیں پہلے علم نہیں تھا کہ یوں ہونا چاہئے۔ ہم نے جب اس کے مطابق کیا تو اللہ کا یہ احسان ہم پر نازل ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قرب کا ایسا نشان دکھایا گیا جو ہمارے سامنے یوں لگتا تھا کہ ہم نے آنکھوں سامنے اس حقیقت کو پا لیا ہے کہ خدا کے جس اسم سے تعلق قائم کریں اس کا پھل ضرور ملتا ہے۔ پس وہ شجر جو پھل دار ہو جائے اس شجر کو آپ جھوٹا کیسے کہہ سکتے ہیں وہ حق ہی کا حق ہے اور خدا تعالیٰ کا جو شجر ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات کے نتیجے میں قائم ہوتا ہے وہ ثمردار بھی ہے اور ہر موسم میں پھل لانے والا ہے۔ اس لئے آپ ان باتوں پر غور کر کے، سمجھ کر عمل شروع کریں تو پھر دیکھیں کہ یہ کوئی فرضی تسبیح کے موتی پھیرنے والے صوفی نہیں بنیں گے۔ ایسے اللہ سے تعلق رکھنے والے بنیں گے جیسے ایک عاشق اور معشوق کا گہرا تعلق ہوتا ہے اور پھر وہ آپ کے سارے کام بنائے گا، آپ کی تائید میں اترے گا اور جب آپ سے آزمائش لے گا یا آپ کی آزمائش کرے گا تو آپ کو طاقت بھی دے گا، آپ کو سہارا بھی دے گا کہ اس پر کامیابی سے گزر جائیں اور ناکام نہ ہوں۔ اور یہ بھی اس رستے کی مشکلات ہیں یا آزمائشیں ہیں جن سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر ہر کس و ناکس اسماء الٰہی کی طرف دوڑے گا اور سوسائٹی کی چھان بین نہیں ہو سکتی کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ جہاں لگے ہاتھوں فائدہ ہی فائدہ ہو وہاں تو بعض دفعہ جو نسبتاً کم کردار لوگ ہیں وہ زیادہ جلدی پہنچا کرتے ہیں تو صفات الٰہی میں ہر قسم کے VALVES اللہ تعالیٰ نے رکھ دیئے ہیں۔

حقیقت حال کی تہہ میں اترنا اور کسی معاملے کو سمجھ کر اس کے مطابق اس کا سلوک کرنا یہ حق ہے اور یہی سچائی ہے

یہ مضمون ایسا ہے جہاں سیفٹی والوز (SAFTY VALVES) لگائے گئے ہیں۔ لوگ جو دیکھتے ہیں باہر سے ان کو آپ کے روحانی تجربے دکھائی نہیں دے رہے ہوتے۔ ان کو صفات باری تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والوں کی مشکلات نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ وہ یہ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ فلاں جگہ مقدمے ہوئے اتنے آدمی اندر کے پکڑے گئے یہ مصیبت پڑی جھوٹ نہ بولیں تو ان کے کام نہیں بن سکتے۔ تو وہ ساری مصیبتیں جو باہر کی آنکھ دیکھ رہی ہے وہ محدود ہیں

کو پرے رکھنے کے لئے ہے۔ اور ایک مومن کی اندر کی آنکھ ہے وہ بتا رہی ہے کہ باہر والے جس کو جہنم سمجھ رہے ہیں اس کے اندر تو رحمت ہی رحمت ہے۔ اور اسی مضمون کو قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے کہ بعض بد اور بعض نیکوں کے درمیان مرنے کے بعد ایک مکالمہ ہوگا اور بد لوگ یہ کہیں گے کہ اپنا نور ہمیں بھی تو دو ہم بھی اس سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ تم جو آگے بڑھ رہے ہو خدا کی راہوں میں ہمارا بھی کچھ انتظار کرو ہم بھی تمہارے منہ سے فائدہ اٹھائیں تو ان کو وہ جواب دیں گے کہ تم واپس لوٹ جاؤ جو نور تم چھوڑ آئے ہو وہ اب تمہیں مل نہیں سکتا۔ اور اس کے بعد ان کے درمیان ایک دیوار قائم کردی جائے گی اور اس میں ایک دروازہ ہوگا۔ دیوار کی تو سمجھ آگئی کہ روک بن گئی لیکن دروازہ کیوں ہے اس لئے کہ مغفرت کا تقاضا ہوگا کہ کئی ان میں سے بالآخر اس دروازے سے اندر جا سکیں۔ اگر دروازہ ہی کوئی نہ ہو تو پھر تو ہمیشہ کے لئے برباد ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ وہ دیوار عجیب ہے کہ اس کے باہر کی طرف تو جہنم ہے اور بہت تکلیف دہ صورت حال ہے۔ اندر آئیں تو رحمت ہی رحمت ہے۔ تو یہی وہ مضمون ہے جو میں آپ پر کھول رہا ہوں کہ خدا کی راہ میں کوشش کرنے والوں کے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کوشش کرتے ہیں تو ابتلاء بھی آتے ہیں لیکن اللہ ان ابتلاؤں کو ٹال بھی دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں اتنا رحمت کا سلوک فرماتا ہے کہ وہ ابتلاء بالکل معمولی اور بے حقیقت دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ ابتلاء اس لئے ضروری ہیں کہ اگر ہر تعلق کا جواب لازماً شیرینی ہی سے ملے تو پھر سب جھوٹے بھی اسی تعلق کی طرف دوڑیں گے کیونکہ ان کو تو اپنے نفس کی حاجت روائی چاہیئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایک دیوار قائم کردی ہے بیچ میں۔ باہر کی دنیا دیکھتی ہے تو وہ سمجھتے ہیں جہنم ہی جہنم ہے اس دروازے کی طرف بڑھنا بڑی مصیبت ہے ان کے قدم باہر رک جاتے ہیں۔ جو اندر داخل ہو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں مصیبتیں تو سب باہر کی طرف ہیں وہ دنیا ہے جو باہر رہ گئی ہے جو آگ میں جل رہی ہے ہمارے لئے تو رحمت ہی رحمت ہے۔

> **خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے حق پر قائم ہونا ضروری ہے جس کا ایک دوسرا نام عدل بھی ہے اور ان تمام صفات کے حوالے سے آپ پر جو آزمائشیں آئیں ان پر پورا اتریں گے تو پھر آخر آپ اس خدا سے تعلق جوڑ لیں گے جو تمام تر حق ہے اور آپ کی تائید میں پھر وہ ایسے نشان دکھائے گا جس کی کوئی مثال اس دنیا میں دکھائی نہیں دیتی۔**

تو صفات باری تعالیٰ کے سفر میں ایسی مشکلات ضرور پیش آتی ہیں۔ لیکن اس یقین کے ساتھ آپ کو قدم آگے بڑھانا ہوگا کہ ایک دفعہ جب آزمائش سے آپ گزر جاتے ہیں تو پھر آپ کی بلائیں پیچھے رہ جاتی ہیں اور رحمتیں آپ کا انتظار کرتی ہیں۔ اس کے لئے ایک نور چاہیئے اور نور نام ہے حق کا۔ نور اس چیز کو کہتے ہیں جو غلط اور صحیح میں ایک تمیز کرکے دکھائے۔ اندھیروں کے مقابل پر روشنی ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم نے اسی لئے روشنی کا نام حق رکھا ہے فرمایا "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"۔ حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اب روشنی آتی ہے تو اندھیرے بھاگتے ہیں۔ دوسری جگہ اس مضمون کو اس طرح بھی بیان فرما دیا۔ تو وہ جو نور ہے وہ سچائی کا نور ہے جو تفریق کرنے والا ہوگا۔ پس آپ بھی ان معنوں میں سچے ہوئے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

اور سچائی کا یہ حال ہے کہ مختلف پہلوؤں سے سچائی کی آزمائش زندگی بھر ساتھ رہتی ہے اور ہر میدان میں جو آپ جیتتے ہیں وہ قرب الٰہی میں آپ کو قریب تر کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پس لامتناہی سفر ہے مگر اس سفر کی جزا ہر منزل پہ ملتی چلی جاتی ہے۔ پس یہ جو انسانی آزمائشیں ہیں اس راہ کی ان کے لئے آپ کو تیار کرنا ہوگا مگر پہچاننا ہوگا کہ آزمائش آتی کیسے ہے، کہاں کہاں آتی ہے۔ اب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دفعہ ربوبیت کی راہ سے آتی ہے بعض دفعہ ایک خاص مقصد کے حصول کی راہ میں یہ شکل حائل ہو جاتی ہے کہ اگر سچ بولیں تو وہ مقصد شاید حاصل نہ ہو جھوٹ بولیں تو شاید حاصل ہو جائے۔ مجھے یاد ہے میں نے جرمنی میں ایک دفعہ خطبے میں جو اسائلم لینے والے ہیں ان کو نصیحت کی تھی کہ اسائلم کی خاطر اگر آپ جھوٹ بولیں گے تو آپ کی ہجرت ضائع ہو جائے گی۔ کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا اور نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے، گھر بار بھی گیا اور دین دنیا سے جاتے رہیں گے۔ اسائلم کی خاطر اگر آپ جھوٹ بولتے ہیں تو اس میں دو طرح کی ایسی باتیں ہیں جن میں آپ ناکام ہوئے۔ اول یہ کہ واپس جانے کا یہ خوف کہ گویا خدا یہاں تو آپ کو امن دے سکتا ہے وہاں امن نہیں دے سکتا یہ شرک کی ایک قسم ہے۔ خدا کی تقدیر ہے کہ خوف کے مقام سے دوسری طرف چلے جاؤ اسی تقدیر کے تابع آپ نے سفر شروع کیا۔ دوسری تقدیر یہ ہے کہ جھوٹ نہیں بولنا اور سچے خدا پہ توکل کرنا ہے۔ اگر اس کا امن تمہیں ایک جگہ میسر نہیں آتا تو دوسری جگہ بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے امین خدا کی ذات ہے اس کے سائے تلے تم نے حرکت کرنی ہے۔ اگر یہ باتیں سچی ہیں تو ہجرت سچی ہے۔ اگر یہ نہیں ہیں تو ہجرت جھوٹی ہے پھر وہ ایک مشرک کی ہجرت بن جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک موقع پر اسی طرح سوال کیا گیا تھا ایک وادی میں آپ نے پڑاؤ ڈالا پتہ چلا کہ وہاں پلیگ کی طرح کی کوئی بیماری پھیلی ہوئی ہے جو بہت ہی مہلک اور وبائی ہے اور آناً فاناً ہلاک کرتی ہے۔ آپ نے اسی وقت کوچ کا حکم دے دیا کہ ایک منٹ بھی اب یہاں نہیں ٹھہرنا۔ ہجرت کر جاؤ۔ ایسی وادی میں جاؤ جو صحت مند فضا رکھتی ہو تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں اس کا تصور اتنا ہی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں خدا کی تقدیر سے خدا کی تقدیر کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ تمہیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہاں بھی تو خدا کی تقدیر ہے۔ تمہیں نظر آرہا ہے کہ یہاں تقدیر شر ہے وہاں نظر آرہا ہے کہ وہاں تقدیر خیر ہے بڑا ہی بے وقوف ہوگا جو تقدیر شر میں بیٹھ رہے کہ یہ خدا کی تقدیر ہے اسے چاروں طرف تقدیر خیر بھی تو دکھائی دینی چاہیئے کیسا عمدہ اور کیسا گہرا پر حکمت جواب تھا۔ تو خدا کی تقدیر سے بھاگنا بھی جائز ہے اگر خدا کی تقدیر کی طرف ہو جہاں جھوٹ بولا خدا کی تقدیر کی بجائے شیطان کی تقدیر کی طرف ہجرت ہو گی۔ یہ ہے جو باریک مسئلہ سمجھنا ضروری ہے۔ بھاگنا منع نہیں تھا مگر اس یقین کے ساتھ کہ جہاں بھی جاؤں گا خدا کی تقدیر ہی کی طرف جاؤں گا۔ لیکن اگر یہ سمجھنے لگیں کہ ادھر اللہ کی تقدیر وہاں تو بغیر جھوٹ بولے مل ہی نہیں سکتی تو پہلے شیطان سے جھوٹا سرٹیفیکیٹ

حاصل کر لوں۔ سرٹیفیکیٹ تو مل جائے گا مگر تقدیر اٹھ جائے گی۔ یہ وہ باریک پہلو ہیں جھوٹ کے تینوں پر نظر رکھیں تو پھر آپ کو حق کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی توفیق ملے گی۔

اگر ابتلاء پر کوئی قائم رہ جائے اور صبر کے نمونے دکھائے اور سر تسلیم خم کئے رکھے، کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے تو اس پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ زیادہ مہربان ہوتا ہے۔

یہ جب میں نے خطبہ دیا تو اس کے بعد کئی مثالیں سامنے آئیں ایک خط ابھی چند دن ہوئے مجھے ملا اس میں لکھا تھا کہ آپ نے جو نصیحت کی تھی کہ کسی حال میں بھی جھوٹ نہیں بولنا خواہ تمہیں واپس جانا پڑے۔ تو پہلا کیس جو تھا اس میں غلطیاں ہو گئی تھیں کئی جھوٹ بولے ہوئے تھے اور کیس بھی بڑا گندہ ہوا تھا میں نے پھر فیصلہ کر لیا کہ اب جو کچھ بھی ہے بہر حال سچ بولنا ہے اور کہتے ہیں کہ میں جب عدالت میں پیش ہوا تو وکیل سامنے کھڑا تھا اس کے سامنے میں نے باتیں بیان کرنی شروع کیں۔ جج جو پوچھتا تھا میں بالکل سوچ کر، تول کر سچا جواب دیتا تھا۔ اس عرصے میں وکیل نے کہا کہ اس کے بزرگ بھی باہر کھڑے ہیں اگر آپ کو یہ شک ہو کہ شاید اس نے کوئی جھوٹ بولا ہو تو وہ ابھی تو نہیں رہے ان کو بھی بلائیں اور ان کو باہر بھیج کے ان سے الگ انٹرویو لے لیں پھر آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ تو جج اس کی سچائی سے اتنا متاثر ہو چکا تھا کہ اس نے کہا مجھے کسی اور گواہی کی ضرورت نہیں میں جانتا ہوں یہ شخص سچ بول رہا ہے اور اس کو میں نے ضرور یہاں اسائلم دینا ہے۔ اب وہ واقعات جو تھے وہ اپنی ذات میں اسائلم کمانے والے نہیں تھے لیکن سچ کی طاقت اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔

لیکن تنبیہ یہ ہے کہ اس وجہ سے یہ نہ سمجھیں کہ اب یہی اسائلم لینے کا طریقہ ہی یہی ہے کہ سچ بولیں تو کبھی انکار نہیں ہو گا۔ جب یہ خیال آپ کے دل میں آئے گا تو آپ خدا کی تقدیر پہ حاکم بن جائیں گے۔ دعا نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ ایسے گویا امر دے رہے ہوں گے وہاں آپ کا نسخہ فیل ہو جائے گا۔ اس لئے دونوں احتمال اور امکان دونوں طرف کے دروازے کھلے رکھیں۔ سچ بولیں یہ عرض کریں اللہ تعالیٰ سے کہ اگر اس کے نتیجے میں دنیا جاتی ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ سب دنیا تیری ہی ہے۔ دوسرا پہلو اقتصادی پہلو ہے۔ بعض لوگ بے چارے واقعۃً "سب کچھ بیچ کے جس کو پنجابی میں کہتے ہیں" وٹ کے" جو غریب کی تھی، چھوٹا سا کوئی گھر وغیرہ تھا بستر سامان سب کچھ بیچ کر اس ملک سے نکلے۔ اب ان کو یہ فکر لاحق تھی کہ ہم واپس جائیں گے کہاں، کیا کمائیں گے، کیا کھائیں گے، وہاں تو کچھ بھی نہیں رہا۔ ان سے میں نے کہا کہ اب یہاں ربوبیت کا امتحان ہے پہلے اس بات کا امتحان تھا کہ مالک کون ہے، حفاظت کرنے والا کون ہے، مومن اور مسلمان کون ہے۔ اب ربوبیت کا امتحان آ پڑا ہے۔ اگر آپ خدا کے سوا کسی کو رب سمجھتے ہیں تو پھر اسی رب سے مانگنے نکلے ہیں۔ اگر خدا ہی کو رب سمجھتے ہیں تو جو جرمنی کا رب ہے وہی پاکستان کا بھی رب ہے بالکل پرواہ نہ کریں۔ چنانچہ بعض ایسے معاملات بھی میرے علم میں آئے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ یہ عجیب بات ہے کہ جس جس نے بھی سچ بولا ہے اب تک تو سب کو اللہ نے بچا لیا ہے۔ یہ بعض دفعہ کمزوروں کی حمایت میں اللہ تعالیٰ نسبتاً نرم سلوک فرماتا ہے لیکن پھر بھی میں متنبہ کر دیتا ہوں کہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کیس میں لازماً

آپ کی پردہ پوشیاں ہی کی جائیں اگر اللہ نے آپ کو اس طرح اٹھانا چاہا کہ اچھا واقعۃً تم میری خاطر تعذیر شر کے لئے بھی تیار تھے تو آؤ پھر میں یہ بھی دیکھ لیتا ہوں۔ اس کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ حضرت ایوبؑ کی اسی طرح تو آزمائش ہوئی تھی اللہ چاہتا تو چند امتحانوں کے بعد ہی ان کو بخش دیتا۔ ان کا امتحان، ان کا ابتلاء ختم کر دیتا مگر قرآن بتا رہا ہے کہ اتنا لمبا دور امتحان کا آیا کہ عام آدمی تو عام آدمی بڑے بڑے اولیاء بھی اس سے بھاگ جائیں اور خوف زدہ ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو خود ہی سہارا دیا، خود ہی توفیق دی۔ اس لئے ابتلاؤں کا احتمال تو ہے لیکن ابتلاؤں پر اگر ثابت قدمی کی توفیق مل جائے تو بعض دفعہ یہ انعام ابتلاؤں کے بغیر انعام سے زیادہ بڑھ کر ہوا کرتا ہے بلکہ یقیناً زیادہ بڑھ کے ہوتا ہے۔ اگر ابتلاء پر کوئی قائم رہ جائے اور صبر کے نمونے دکھائے اور سر تسلیم خم کئے رکھے، کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے تو اس پہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زیادہ مہربان ہوتا ہے۔ تو حضرت ایوبؑ کا بھی یہی سلسلہ تھا ایک لمبے عرصے آزمائش میں ڈالا اور حضرت ایوبؑ کو ثابت قدم پایا۔ یہاں تک کہ بائبل نے تو ایسا خوفناک نقشہ کھینچا ہوا ہے کہ اپنے رشتہ دار چھوڑ گئے بیوی نے قطع تعلق کر لی اور شہر والے باہر گندگی کے ڈھیر پر ڈال گئے کہ اتنی گندی بیماری ہے کیڑے پڑے ہوئے ہیں اس لئے ان کو وہاں پھینک دو اور جو لوگ نظر ڈالتے تھے وہ کراہت سے منہ دوسری طرف کر لیتے تھے۔ لیکن اللہ نے ان کو قائم رکھا اپنی وفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان، اس پر یقین محکم میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نعم العبد" میرے بندے ایوب کو دیکھو، ہمیشہ کے لئے ان پر سلام بھیجا گیا اور اتنے پیار سے ذکر ملتا ہے بار بار "نعم العبد" کیسا اچھا بندہ تھا تو ہزار جو مصیبتیں تھیں وہ خدا تعالیٰ کے ایک نعم العبد پر قربان۔

حسرت تو یہاں تک کہتا ہے (مجھے شعر یاد تھا ایک مصرعہ ذہن سے نکلا ہوا ہے میں بتا دیتا ہوں دوسرا) وہ کہتا ہے

صحتیں لاکھوں مری بیماری غم پر نثار
جس میں اٹھے بارہا ان کی عیادت کے مزے

کہتا ہے میری لاکھوں صحتیں ایک بیماری غم پر نثار ہو جائیں جس میں میرے محبوب نے کئی بار میری عیادت کی ہے وہ اللہ جس نے ایوب کی عیادت کی جس نے اس کے ذکر کو پیار کے ساتھ ہمیشہ دوام بخش دیا ایک آزمائش کیا ایسی ہزار آزمائشیں ان خدا کی عیادتوں پر قربان۔ تو ابتلاء سے بھی اس طرح گھبرانا نہیں چاہئے کہ ابتلاء آ گیا تو مارے گئے، ابتلاء آیا تو وہ مارے جائیں گے جو بے وفا ہوں گے وفاداروں کو ابتلا کچھ نہیں کہتا۔

چنانچہ اس کی ایک دوسری مثال ایک اور شکل میں ملتی ہے ایک خدا کا بندہ عبادت گزار بڑی شہرت رکھنے والا ایسا تھا کہ وہ جب ایک غار میں جا کر پناہ گزین ہوا تو ساری مخلوق خدا کا رخ خدا نے اس طرف پھیر دیا۔ وہ اپنی طرف سے دنیا کو چھوڑ کر ایک پہاڑی کی کھوہ میں جا بیٹھا تھا اور اس نے اپنے رزق کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ لیکن لوگوں کے دلوں میں ڈالا گیا کثرت سے نعمتیں اس کی طرف روانہ ہونی شروع ہوئیں، ہر ضرورت اس کی پوری ہونی شروع ہوئی وارے نیارے ہو گئے۔ پھر وہ خدا جو ایوب کا خدا تھا اس نے کہا اس کی بھی تو میں آزمائش کر کے دیکھوں۔ بڑی میں نے نعمتیں دی ہیں دیکھوں تو سہی کیسا شکر گزار بندہ ہے۔ جب آزمائش کی تو کچھ دن ایسے آئے کہ ہر ایک نے سمجھا کہ اتنے لوگ جا رہے ہیں، اتنی نعمتیں جا رہی ہیں، آج میں نہ گیا تو کون سا فرق پڑے گا اور شہر کے شہر کا رخ بدل گیا۔ تمام مرید اور اعتقاد رکھنے والے اس خیال سے کہ ہزاروں بندے خدا کے جا رہے ہیں ہم نہ گئے آج تو کیا فرق پڑتا ہے، اتفاق نہیں بلکہ خدا کی تقدیر کے تابع چند دن کے لئے اکٹھے رک گئے اور جب بھوک کی شدت بڑھی تو غار چھوڑی شہر میں گیا اور ایک دروازہ کھٹکھٹایا اور

بھیک مانگی میں بھوکا ہوں مجھے کچھ دو اس نے دو روٹیاں لاکر کچھ لگا یا یا نہیں لگایا ساتھ روٹیاں لا کے دے دیں جب وہ چلنے لگا تو کتا جو باہر چوکھٹ پر بیٹھا تھا وہ لالچ سے دیکھنے لگا اور آنکھوں میں ایسی تمنا تھی کہ اس نے کہا چلو اس کو بھی تھوڑی سی روٹی ڈال دوں۔ ایک ٹکڑا دیا پھر بھی اس کی طلب کم نہ ہوئی اور بھی بھڑک اٹھی۔ وہ چلتا تھا تو پیچھے بھونکتا تھا کہ مجھے اور دو۔ یہاں تک کہ دونوں روٹیاں اس کو دے دیں اور کہا بڑا ہی ذلیل جانور ہے تو۔ میں تیرے مالک سے مانگ کر آیا ہوں اور تو نے مجھے یہ دو روٹیاں بھی نہیں کھانے دیں اتنا حریص ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے الہاماً اس کو فرمایا کہ تو زیادہ حریص ہے کہ یہ کتا زیادہ حریص ہے۔ اس نے بہت بھوک دیکھی ہے اس مالک کے گھر پر۔ اگر بھوکا نہ ہوتا تو اس طرح تیرے پیچھے نہ پڑتا لیکن مالک کی چوکھٹ نہیں چھوڑی۔ تجھے ساری عمر کے بعد چند دن کی بھوک میری چوکھٹ پہ دیکھنی پڑی اور تو چوکھٹ چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہو اور دوڑ پڑا اس کا یہ حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ زار و قطار روتا ہوا واپس اپنی غار کی طرف دوڑا کہ واقعی میں اس کتے سے بدتر انسان ہوں تو آزمائشیں بتاتی ہیں کہ کون قریب تر ہے اور کون دور تر ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے دنیا کے مالکوں سے بھی پیار اور محبت اور وفا کا سلوک کرتے ہیں اور آزمائشوں پہ ثابت قدم رہتے ہیں ان کی قدر و منزلت بڑھا کرتی ہے۔ پس کسی قیمت پر بھی آپ کو حق سے اپنا تعلق نہیں کاٹنا۔ جھوٹ کے خدا جگہ جگہ آپ کی راہ میں کھڑے ہوں گے ہر ایک آواز دے رہا ہوگا کہ میری طرف آؤ میں تمہاری حاجت روائی کرتا ہوں۔ لیکن جھوٹ کے خدا جھوٹے ہوتے ہیں ان کی حاجت روائیاں بھی جھوٹی ہوتی ہیں، وہ تسکین سے عاری ہوتی ہیں ان کا حال سراب کا سا حال ہے کہ پیاسا جب اس کی طرف بڑھتا ہے تو پانی سمجھتے ہوئے جاتا ہے مگر وہاں جاتا ہے تو اللہ کو پاتا ہے کہ وہ اس کا حساب دینے کے لئے کھڑا ہے۔ پس سچائی کا دامن پکڑ لیں اور بڑی قوت اور مضبوطی سے ساتھ اس کا دامن پکڑ لیں۔ اگر حق خدا سے تعلق قائم کرنا ہے تو آپ کو حق بننا ہوگا اور حق بننے کے رستے میں جو مشکلات کھڑی ہیں ان کا مقابلہ کرنا ہوگا پھر دیکھیں کہ آپ کے اندر کیسی نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو سچ پر قائم ہوں ان کو نئی تخلیق ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے پھر رب بھی بنائے جاتے ہیں، رحمٰن بھی بنائے جاتے ہیں اور رحیم بھی بنائے جاتے ہیں اور مالک یوم الدین بھی بنائے جاتے ہیں لیکن اپنے دائرے کے مطابق، تخلیق کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے نہ کہ خدا کے دائرے میں داخل ہوکر۔

قرآن کریم نے حق کا تعلق جو بیان فرمایا ہے مختلف جگہوں پر ان کی ساری آیات تو سامنے پیش نہیں کی جاسکتیں یہ بہت وسیع مضمون ہے مگر میں اگلے خطبے میں انشاء اللہ مثال کے طور پر آپ کو بتاؤں گا کہ کس طرح خدا تعالےٰ حق کا تعلق مالک یوم الدین سے بھی جوڑتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت سے جوڑنے کے بعد آخر مالک یوم الدین تک پہنچاتا ہے اور اس مضمون کو خوب کھول دیتا ہے۔ پس سب نے جانا تو وہیں ہے۔ اگر یہاں حق بن رہے ہوں گے تو وہاں سب کچھ ساتھ ہے۔ اگر یہاں حق سے تعلق ٹوٹ گیا تو آگے حق ہی حق ہوگا۔ اس لئے انشاء اللہ اگلے خطبے میں میں کچھ مزید روشنی ڈالوں گا تاکہ اسماء باری تعالےٰ کا مضمون سمجھ کر ہمارے اندر ایک نئی روح پیدا ہو جائے، ایک نئی تخلیق ہمیں عطا ہو جو در اصل روحانی تخلیق ہے اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواست دعا میرے والد صاحب عرصہ دو ماہ سے بیمار ہیں مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (بشیر الدین کارکن پریس قادیان)

انٹرنیشنل بک فیئر وارسا پولینڈ میں احمدیہ بک سٹال

۱۷؍مئی تا ۲۲؍مئی ۱۹۹۵ء، وارسا میں ۴۰ واں انٹرنیشنل بک فیئر منعقد ہوا جس میں حسب سابق جماعت احمدیہ کو بھی شرکت کی توفیق ملی، الحمد للہ. پولینڈ کے کلچر منسٹر نے ۱۸ مئی کو اس کا افتتاح کیا۔ ہمارے اسٹال پر کئی ہزار لوگ آئے جن میں پولش، رشین، عراقی، شامی اور بعض یورپین ممالک جن میں فن لینڈ، ہالینڈ، جرمنی، سویڈن، اسی طرح چین اور جاپان کے لوگ شامل تھے۔

قرآن کریم کا پولش ترجمہ مع تفسیری نوٹس، لوگوں کی دلچسپی کا موجب بنا رہا۔ لائف آف محمدؐ (پولش)، مسیح ہندوستان میں، حضرت مسیح کہاں فوت ہوئے، کارثۃ الخلیج، القتل باسم الدین، القول الصریح، وغیرہ کتب لوگوں نے کافی تعداد میں خریدیں۔ پولش ٹیلی ویژن پر ہمارا اسٹال بھی دکھایا گیا۔

دو احمدی مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کے جرم میں ایک ایک سال قید اور ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا

ان کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان مورخہ ۹؍مارچ ۱۹۹۲ء کو مولوی خلیل الرحمان، خطیب جامع مسجد داتا کی تحریری شکایت درج کیا گیا تھا۔ درخواست میں شکایت کی گئی تھی کہ مذکورہ بالا احمدیوں نے نماز ادا کی ہے۔ تبلیغ کی ہے اور مجھے دھمکیاں دی ہیں۔

ان ہیمانہ سزاؤں کے خلاف اپیل کر دی گئی ہے۔

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق داتا قصبہ ضلع مانسہرہ کے دو احمدی بھائیوں مکرم مبارک احمد صاحب اور مکرم تاج احمد صاحب پسران مکرم فقیر محمد صاحب کو حال ہی میں اسسٹنٹ کمشنر مانسہرہ کی عدالت نے ایک ایک سال قید بامشقت اور ۵۵۰ روپے جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں دونوں کو مزید ۳ ماہ قید بھگتنا ہوگی

داتا میں احمدی مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ

کیونکہ کوئی بھی احمدی سواری کو نہیں بٹھاتا اس طرح داتا کی احمدی آبادی کئی ایک مشکلات کا شکار ہے۔ یہاں تک کہ سکول کے بچے اور بچیاں بھی انتہائی گرمی میں یہ فاصلہ پیدل طے کر کے سکول میں پہنچتے ہیں

احباب جماعت سے دردمندانہ التماس ہے کہ آپ اپنے ان پاکستانی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے ظالموں کے ہاتھ روک لے۔

(پریس ڈیسک): داتا سے آمدہ رپورٹ کے مطابق پورے قصبہ میں گزشتہ تین سالوں سے احمدی مسلمانوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اور قصبہ کے دوکاندار احمدی مسلمانوں کو اشیائے خوردنی فروخت کرنے سے انکار کر دیتے ہیں یہاں تک کہ دودھ تک بھی میلوں دور مانسہرہ شہر سے لانا پڑتا ہے۔

اس کے علاوہ گاؤں سے پکی سڑک تک جو تین میل کا فاصلہ ہے وہ بھی احمدیوں کو پیدل چلنا پڑتا ہے۔

درخواست دعا میرے والد صاحب کی صحت تندرستی کے لئے نیز میرے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مبارک احمد سلیم کارکن پریس قادیان)

سورج گرہن اور احتیاطی تدابیر

۲۴ اکتوبر ۹۵ء کو ہندوستان کے بعض علاقوں میں مکمل سورج گرہن لگنے کی خبریں اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں اس تعلق میں تفصیلی کیفیت اور ضروری احتیاطی تدابیر سے متعلق ذیل کا مضمون محترم سید شہامت علی صاحب درویش ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی اسکول نے ادارہ کو بھجوایا ہے جو قارئین بدر کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

ہندوستان میں کسوف یعنی سورج گرہن کی کیفیات اس طرح ہونگی۔ امرتسر۔ جالندھر۔ اور لدھیانہ تک کا وقت صبح ۲۵-۷ سے ۱۵-۹ تک ہے۔ ہندوستان میں الور۔ الہ آباد۔ بھرت پور میں مکمل سورج گرہن ۱۰۰٪ صاف نظر آئے گا۔ لیکن راجستھان میں دھول پور۔ نول گڈھ۔ رتن گڈھ اور یو پی میں جالون۔ فتح پور سیکری۔ مرزا پور۔ ہمیر پور اور مدھیہ پردیش میں کھنڈ اور بہار میں چھتر پور۔ رانچی۔ رامگڈھ اور بنگال میں ہاوڑا۔ بلرام پور۔ مدنا پور۔ سالونی۔ شہروں اور علاقوں میں نیز مدراس۔ بنگلور۔ اور حیدر آباد میں بھی تقریباً پورا نظر آئے گا مگر واضح نہیں۔ یعنی مکمل نہیں۔

ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ وقت کسوف کا ۲۵-۷ تا ۱۰-۱۱ ہے۔ کلکتہ سے کوئٹہ اگر ہم سیدھا خط کھینچ دیں تو اس علاقہ میں مکمل کسوف نظر آئے گا۔

اس کسوف کے وقت زمین و آسمان میں مندرجہ ذیل تغیرات کے امکانات ہیں:۔

کسوف شروع ہوتے ہی سورج کا مشرقی حصہ ہیرے کی طرح تیز چمک چھوڑے گا جس سے سورج کے چاروں طرف ایک خاص قسم کی چکا چوندھیا دینے والی چمکار نمودار ہو گی۔ جیسے انگوٹھی کے اندر ہیرے کا چمکار ہوتی ہے۔ کسوف مکمل یعنی سورج ۱۰۰٪ تاریک ہونے پر دھوپ غائب ہو جائے گی۔ زمین و آسمان میں ایک خاص قسم کا رنگ محسوس ہونے لگے گا۔ سورج مکمل تاریک ہو جانے پر انسانوں، چرند، پرند کی نظریں چوندھیا جائیں گی۔ اس وقت پرندے تمام یا رات سمجھ کر آسمان پر اپنے گھونسلوں کی طرف اڑنے لگیں گے۔ اور شور بہت مچائیں گے۔ کتے اور دیگر جانور خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگیں گے۔ چھپکلی کی پنکھڑیاں بند ہو جائیں گی۔ اور فضا میں اچانک سردی محسوس ہونے لگے گی۔ کچھ مشہور ستارے اور ستاروں کے جھرمٹ آسمان میں نظر آئیں گے۔

کسوف کے وقت ننگی آنکھوں سے سورج کو دیکھنا نقصان دہ ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے بلکہ خبردار کیا ہے کہ غلطی کرنے والوں کو اندھا پن ہو سکتا ہے جس کا علاج نہیں ہو سکے گا۔ اگر دیکھنا ہی ہے تو ویلڈنگ گلاس یا لیمپ (چراغ) کے کاجل سے کالا کئے ہوئے شیشہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بغیر ننگی آنکھ سے بھول کر بھی اس وقت سورج نہ دیکھیں۔

حاملہ عورتوں کے لئے احتیاط:۔ کسوف کے وقت آسمان کی طرف بالخصوص سورج کی طرف نہ دیکھیں۔ بوقت ضرورت اوڑھ لپیٹ کر باہر نکلیں۔ بس۔ ٹرین۔ بحری جہاز۔ ہوائی جہاز وغیرہ میں مسافر ایسی خواتین کے لئے بھی یہی احتیاط ضروری ہے۔

کسوف کے مذکورہ وقت کے اول ایک تہائی وقت سے ہی مکمل کسوف کے آثار دکھائی دینے لگیں گے۔ لیکن آسمان پر پرندوں اور زمین پر جانوروں کی دوڑ دھوپ اور شور وغل مکمل کسوف کی علامت سمجھیں۔ ہمارے مذکورہ خطہ میں (امرتسر سے الہ آباد تک) درمیان کا تقریباً ایک تہائی وقت سورج کے ۱۰۰٪ گرہن کا وقت سمجھا گیا ہے تقریباً صبح ۸ بجے سے ۹ یا سوا نو بجے تک۔

الہ آباد اور امرتسر کے اوقات میں جغرافیائی لحاظ سے ۴۰ منٹ کا فرق ہے۔ اور اسی فرق کے حساب سے کسوف کے وقت میں بھی فرق سمجھا جائے گا۔ دلی اور لاہور کے عرض البلد میں پانچ نمبر کا فرق ہے یعنی ۲۰ منٹ کا فرق ہو گا۔ ایک عرض البلد میں ۴ منٹ کا فرق پڑ جاتا ہے۔

لاہور سے دہلی کے فاصلہ کے حساب سے قادیان میں سورج کو زیادہ سے زیادہ گرہن لگنے کا وقت تقریباً ۸ بجے سے ۹ بجے تک ہو سکتا ہے۔ پانچ سے دس منٹ کم و بیش۔"

(خاکسار سید شہامت علی)

بحوالہ:۔ شری مارتنڈ پانچانگ (ہندی) مصنف ڈاکٹر شکتی دھر شرما۔ ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی۔ یو ایس اے، لندن ایم اے۔ تین گولڈ میڈل حاصل کر چکے ہیں۔

اعلانات نکاح

(۱):۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے ۱۶ ستمبر کو مسجد مبارک میں عزیزم فلاح الدین صاحب مقیم جرمنی پسر مکرم ملک صلاح الدین صاحب درویش کے نکاح کا ہمراہ عزیزہ امۃ النصیر صاحبہ سلمہا دختر مکرم میر عبد القیوم صاحب ساکن بھدرواہ (علاقہ جموں) کے ساتھ چالیس ہزار روپیہ ہندوستانی حق مہر پر اعلان فرمایا۔ رشتہ ہر طرح مبارک ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۱۰/-)

(منیر احمد مالاباری قادیان)

(۲):۔ مکرم شیخ عمران احمد صاحب انجینئر آف سری نگر کشمیر ابن مکرم شیخ فضل احمد صاحب کی شادی مکرمہ کوثر بشریٰ صاحبہ بنت مکرم محمد یوسف صاحب D.S.P سری نگر کے ساتھ ہوئی ہے۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اس خوشی کے موقعہ پر مکرم شیخ فضل احمد صاحب نے ۵۰۰/- روپے اعانت میں ادا کئے ہیں۔

(ادارہ بدر)

اصل پرانا عہد نامہ مل گیا

کتابی شکل میں لکھا گیا پرانا عہد نامہ مل گیا ہے شام سے بعض یہودی اس کے دو دو چار صفحے اسرائیل لے آئے ہیں یہ عبرانی زبان میں شہر طبریاس میں لکھا گیا تھا اسے اصل پرانا عہد نامہ کہتے ہیں بارہویں صدی میں یہ کتاب صلیبی مجاہدین کے ہاتھ لگی جنہوں نے اسے سکندریہ مصر میں کچھ یہودیوں کو بیچ دیا وہاں سے یہ شمالی شام کے شہر الیپو پہنچ گیا لیکن ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ نے جب اسرائیل کا آزاد ملک بنانے کا فیصلہ کیا تو شام میں فساد شروع ہو گئے۔ اس کے کل ۹۵ صفحات ہیں جن میں سے دو تہائی بیس برس پہلے اسرائیل لائے گئے اب یہ کتاب مکمل طور پر مل گئی ہے اسے مستند مانا جاتا ہے مختلف سیمیناروں میں اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے یہ یہودی توریت سے قدرے مختلف بتایا جاتا ہے دیکھا جا رہا ہے کہ اس میں کون کون سی آیت زیادہ یا کم ہے۔ (ماہنامہ مسیحی دنیا دہلی ستمبر ۹۵ء)

بدر کی اعانت فرض ہے!

(مینیجر بدر قادیان)

درود شریف کی برکات

مکرم صدیق اشرف علی صاحب .... قادیان

رب العالمین، سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خدا تعالیٰ ایک حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تیرا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات کو بھی پیدا نہیں کرتا۔ ہم میں سے کون ایسا ہوگا جو ایسے اس محسن اعظم پر درود نہ بھیجتا ہو کیونکہ آپ پر درود بھیجنا فرمان الٰہی کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (سورۃ احزاب آیت ۵۷)

یعنی اللہ اور اس کے مقدس فرشتے اس عظیم نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے مومنو تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہو اور اس کے لئے سلامتی کی دعا کرتے رہو۔ آپ کے عاشق صادق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور ذکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی...... یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔"

(اتمام الحجۃ صفحہ ۲۸)

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے ایک خاص مقام پر فائز کیا تھا وہ مقام آپ کی امت میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ اسی لئے آپ کو خدا تعالیٰ نے بطور خاص درود بھیجنے کا حکم دیا ہوا تھا۔ چنانچہ اپنے ایک الہام الٰہی کی تشریح میں جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"صلّ علیٰ محمد و آل محمد سید ولد آدم خاتم النبیین۔ درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اس سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ! اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کسی قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کی روشنی میں جماعت احمدیہ پر یہ دوہری ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ بکثرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود بھیجتے رہا کریں۔

حضرت کعبؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ پر درود بھیجوں۔ فرمایا جتنا چاہو۔ تو میں نے عرض کیا وظائف کا چوتھا حصہ۔ فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ بھیجو تو تمہارے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نصف۔ فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا دو تہائی۔ فرمایا زیادہ کرو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا کہ میں اپنی تمام وظائف کے بدلے میں آپ پر درود بھیجا کروں گا۔ آپ نے فرمایا تب تو تم نے اپنی ہمت پوری کر لی اور اپنے گناہوں کو معاف کرا لیا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم فلاں فلاں دعا کرتے ہیں لیکن ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو کوئی دعا نہیں کرتا بلکہ صرف آپ پر درود پڑھ کر آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس پر حضور صلعم نے فرمایا تجھے کوئی اور دعا کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی کیوں کہ جو انسان میرے لئے دعا کرے گا خدا اس کے سارے کام خود کرے گا۔

مذکورہ بالا احادیث سے احباب کو علم ہو گیا ہوگا کہ درود شریف دعاؤں کا سرتاج ہے اور گناہوں کی مغفرت کے لئے اکسیر کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو دھونے اور ان کو پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ مؤثر اور کارآمد ہے۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارا درود مجھے ہر جمعہ کے روز پہنچایا جاتا ہے۔ اور جو جتنا زیادہ درود مجھ پر بھیجے گا اسی قدر اس کا مقام مجھ سے قریب ہوگا۔"

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھ پر جمعہ کے روز کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روئے زمین پر جو مسلم بھی تم پر درود بھیجے گا اس کے ایک بار تم پر درود بھیجنے کے صلہ میں اس پر میں بھی دس بار درود بھیجوں گا۔ اور میرے فرشتے بھی اس پر درود بھیجیں گے۔" (طبرانی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"پھر درود سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ دنیا میں یہ طریق ہے اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہوتا ہے تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے۔ کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو تو اس کے بچے سے محبت کرو پھر دیکھو وہ کیسی مہربان ہوتی ہے۔ فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے تو یہ صدا کرتا ہے تیرے بچے جیئیں کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جب ماں یہ آواز سنتی ہے تو دوڑی آتی ہے اور فقیر کو خیرات دیتی ہے...... اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اس کے پیارے کے لئے دعا کی ہے تو (خدا) کہتا ہے تو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی۔ آ! میں تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں۔"

(الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

یہاں پر ایک نہایت ہی پیاری اور دل کو راحت پہنچانے والی حدیث کا بیان کرنا بے محل نہ ہوگا جس سے کم و بیش اکثر احباب واقف بھی ہوں گے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ میں تشریف لائے اور آپ کا چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے سرخ تھا۔ آپؐ نے فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اس کے دس گناہ بخش دوں گا۔ اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھوں گا اور اس کے دس درجات بلند کروں گا۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ دنیا میں اس سے زیادہ فائدہ مند اور کیسا سودا ہو سکتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے احسانات کے ہم ہر لمحہ زیر بار ہیں اور جن کی ہدایات کی روشنی میں ہمیں صراط مستقیم عطا ہوئی اور جن کے اعجاز

کے طفیل ہم توحید خالص پر قائم ہوئے۔ ہم اس محسن اعظم پر درود بھیجیں تو خدا تعالیٰ مزید ہم پر یہ احسان فرمائے کہ وہ درود لوٹ کر پھر ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب بن جائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو کمال عارفانہ رنگ میں یوں بیان کیا ہے:

"میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔"

(الحکم ۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے یہ الہام بھی فرمایا کہ كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ یعنی ہر ایک برکت کا مصدر و منبع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود با جود ہے۔ پس مبارک وہ جس نے سکھایا اور مبارک ہے وہ جس نے سیکھا۔

پس ہم درود بھیجتے ہیں اس پیارے نبی پر کیونکہ سارے جہانوں کا رب اور اس کے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ ہم درود بھیجتے ہیں اس پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکہ خود اس محسن اعظم نے کہا ہے کہ مجھ پر درود بھیجو۔ ہم درود بھیجتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے الہاماً حکم دیا کہ اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو۔ ہم درود بھیجتے ہیں سید المرسلین پر کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ وہ بکثرت درود شریف پڑھا کریں۔

اب میں احباب کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ درود شریف کس قدر برکات اپنے اندر رکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل میں نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم بحوالہ شرح القصیدہ مصنفہ مولانا جلال الدین صاحب شمس)

ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رمضان المبارک کے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:-

"محبت کے ساتھ ذاتی وابستگی کے ساتھ کثرت سے درود پڑھیں تاکہ وہ نور مصطفوی جو اندھیری راتوں کو روشن کیا کرتا ہے وہ جو اذیت ناک اور کربناک لمحوں کو راحت اور سلامتی میں تبدیل کیا کرتا ہے وہ نور آپ کے وجود پر نازل ہونے لگ جائے اور اسی کا نام لیلۃ القدر ہے۔ اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کسی کو نصیب ہو جائیں اور اسکے وجود میں محبت کے ذریعہ داخل ہو جائیں اور اسکے انگ انگ میں سما جائیں اسکی فطرت بن جائیں اسکی عادتیں ہو جائیں اسکے خلقوں پر اثر انداز ہو جائیں تو اس سے بہتر لیلۃ القدر اور کوئی لیلۃ القدر نہیں ...... پس آج یہ کوشش کریں آج بھی اور بقیہ دنوں میں بھی آج کی رات بھی اور بقیہ راتوں میں بھی اتنا کثرت کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجیں کہ وہ سراج منیر جو اس کائنات کی روحانی دنیا کا سراج منیر ہے وہ آپ کی کائنات وجود کا بھی سراج منیر ہو جائے اور آپ کی ذات میں بھی چمکنے لگے۔ آپ کے دل میں بھی داخل ہو جائے اور آپ کی ساری زندگی کو منور کر دے اور اگر جماعت احمدیہ کو یہ لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو اس لیلۃ القدر کی برکتوں کو کوئی دنیا میں چھین نہیں سکتا ناممکن ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۸؍جولائی ۱۹۸۳ء۔ بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ ان وسیع ترمعانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے درود بھیجنے کی توفیق دے جو کہ درود شریف کا حقیقی حق ہے اور خدا تعالیٰ ان کو ہماری تمام تر کمزوریوں کے باوجود قبول بھی فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک منظوم کلام پر ختم کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں ؎

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِيْ

یعنی اے میرے رب! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیج اس دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی ◆

امتحان دینی نصاب

برائے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

سال ۱۹۹۵ء کے لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" بطور نصاب مقرر کی ہے۔ جس کا امتحان ۱۲-۱۱-۹۵ بروز اتوار ہوگا۔

مبلغین و معلمین اور عہدیداران جماعت سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس امتحان میں شامل کرنے کی سعی کریں۔ اور امتحان میں شامل ہونے والوں کے اسماء مع ولدیت نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ریلوے ریزرویشن برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

جیسا کہ احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو علم ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے بابرکت ایام ۲۶، ۲۷ اور ۲۸؍دسمبر ۱۹۹۵ء قریب آ رہے ہیں۔ امسال بھی مہمانان کرام کی سہولت کیلئے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد واپسی ریزرویشن کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو احباب اس سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ ابھی سے مندرجہ ذیل کوائف صاف صاف الفاظ میں لکھ کر دفتر جلسہ سالانہ کو مطلع کریں تاکہ اس کے مطابق جلد کارروائی کی جا سکے۔

(۱) تاریخ واپسی ریزرویشن (۲) ٹرین کا نام اور نمبر (۳) سٹیشن کا نام جہاں تک ریزرویشن کروانا مقصود ہو (۴) کس درجہ میں سفر کرنا ہے۔ مثلاً فرسٹ کلاس A.C، A.C سلیپر کلاس۔ فرسٹ کلاس۔ A.C تھری ٹائر سلیپر۔ A.C چیئر کار سلیپر کلاس۔ سیکنڈ کلاس (۵) سفر کنندگان کے نام، عمر، جنس (مرد یا عورت) وغیرہ۔

مندرجہ بالا کوائف کیساتھ ٹکٹ ریزرویشن کے اخراجات کیلئے رقم بذریعہ M.O یا بنک ڈرافٹ S.B.I یا P.N.B یا P.S.B قادیان بنام "صدر انجمن احمدیہ" بنا کر دفتر محاسب کو تفصیل کیساتھ بھجوا دیں۔ نیز اس ڈرافٹ کی فوٹو کاپی مع تفصیلی کوائف سے دفتر جلسہ سالانہ کو بھی مطلع کریں تاکہ بروقت ریزرویشن کروانے میں آسانی ہو۔ آجکل تقریباً تمام بڑے شہروں میں بذریعہ کمپیوٹر بہت آسانی سے واپسی ریزرویشن بھی ہو جاتی ہے۔ اس سہولت سے بھی احباب کو فائدہ اٹھانا چاہیے۔ جن جماعتوں میں اسکی سہولت نہیں ہے انکی طرف سے مندرجہ بالا کوائف آنے کی صورت میں واپسی ریزرویشن کا انتظام کر دیا جائیگا۔ (افسر جلسہ سالانہ قادیان)

تبلیغی و تربیتی مساعی

بھارت کی جماعتوں میں ہفتہ ہائے قرآن مجید

ہفتہ ہائے قرآن مجید منعقد کر کے درج ذیل جماعتوں نے تفصیلی رپورٹیں بھجوائی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے قبل ازیں ایسی جماعتوں کی ایک قسط شائع کی جا چکی ہے (ادارہ)

لجنہ اماء اللہ قادیان - لودھی پور (شاہجہانپور) کانپور - سکندر آباد - شموگہ - ظہیر آباد - محی الدین پور - برہ پورہ - موسٹی بنی مائنز - شاہجہانپور - عثمان آباد بھاگلپور - جماعت احمدیہ کیرنگ -

لجنہ چیرلہ - وانیمبلم - ترور - پلی پورم نے یوم القرآن منایا -

جلسہ ہائے سیرت النبی صلعم منعقد کرنے والی جماعتیں

بھارت کی متعدد جماعتوں اور ذیلی تنظیموں نے جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان و شوکت سے منعقد کئے جن میں احباب جماعت مرد و زن کے علاوہ غیر از جماعت بھی جوش و خروش سے حاضر ہوئے اس موقع پر مٹھائیاں بھی تقسیم کی گئیں آمدہ خوشکن رپورٹوں کے صرف نام ہی بغرض تحریک دعا شائع کئے جاتے ہیں قبل ازیں ایسی جماعتوں کی ایک فہرست شائع کی جا چکی ہے - (ادارہ)

جماعت احمدیہ پٹنہ (بہار) - یادگیر - دیو درگ - گلبرگہ - تماپور - شاہ آباد - مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد - لجنہ اماء اللہ قادیان - ظہیر آباد - شاہجہانپور سری نگر - چنتہ کنٹہ - وڈمان - وانیم بلم - حیدر آباد - سکندر آباد - بنگلور - شموگہ - سورب - ساگر - بلاری - یادگیر - تماپور - شاہ آباد - کیرنگ - پنکال کوسیمی - محی الدین پور - بھاگلپور - برہ پورہ - موسٹی بنی مائنز - جمشید پور - کانپور - عثمان آباد - کلکتہ - شنکرن کوئل - بنارس - مانیکاگوڑہ - کرڈاپلی - جیڑچیرلہ - پلورتھی - دھواں ساہی بھدرک - پٹنہ - کالیکٹ - ترور - آرہ -

مجلس انصار اللہ صوبہ آندھرا کا سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ حیدر آباد کو مورخہ ۲۳ ستمبر کو صوبائی سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی - ۲۳ ستمبر کو ۴½ بجے احمدیہ جوبلی ہال میں انصار نے باجماعت نماز تہجد ادا کی ۷½ بجے انصار مسجد احمدیہ بی بی بازار میں آگئے -

افتتاحی اجلاس ٹھیک ۸ بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم سید جہانگیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد نے فرمائی آپ نے مجلس انصار اللہ کی مختصر تاریخ اور انصار کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی -

اس اجلاس کو محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب اور مکرم سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا پردیش نے بھی مخاطب فرمایا - نماز ظہر و عصر اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ٹھیک ۳ بجے اجتماع کا دوسرا اجلاس منعقد کیا گیا - جس کی صدارت مکرم محمد بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش نے کی اس اجلاس کو مکرم سلطان احمد صاحب ظفر مکرم مولانا سراج الحق صاحب اور مکرم صالح محمد الہ دین صاحب نے خطاب کیا اس موقعہ پر انصار کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں اول - دوم - سوم آنے والے انصار کو مکرم امیر صاحب صوبائی نے انعامات دیئے - اجتماع میں چنتہ کنٹہ - سکندر آباد - کاماریڈی نلگنڈہ سرکل - جیڑچیرلہ ظہیر آباد کے نمائندگان نے شرکت کی -

کلکتہ - ... نگر - ضلع بانکورہ میں جلسہ عام

۲۳ جولائی کو مسجد احمدیہ کلکتہ میں بعد نماز مغرب و عشاء ایک تربیتی اجلاس مکرم جناب محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ کی صدارت میں منعقد ہوا - تلاوت و نظم کے بعد مکرم جناب حمید الدین صاحب شمس نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرنے کے علاوہ جماعت پر کئے جانے والے بعض اعتراضات کے جواب دیئے بعدہ مکرم جناب شہزادہ پرویز صاحب نے ایک نظم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا بعدہ مکرم جناب ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت آسام - بنگال - نیپال نے اپنے بنگلہ خطاب میں حضرت مسیح موعود کے مبعوث ہونے کی غرض و غایت مشن میں کامیابی پر روشنی ڈالی ازاں بعد میر عبد النقی صاحب نے نعت پڑھی آخر پر صدر جلسہ نے خطاب کیا - اور حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے -

۱۸ جولائی کو موضع بیجہ گرام میں ایک جلسہ عام ہوا جس کی صدارت مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نے کی کبیرہ - بہالا - گھٹیاری شریف - خون ڈانگہ کے علاوہ کلکتہ سے بھی ایک وفد پہنچا جس میں جناب پرنتد و بھٹاچاریہ مجاہد جنگ آزادی بھی شامل تھے موصوف نے بڑی تندہی اور جوانمردی سے تمام راستہ میں لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ کی اور جلسہ میں شرکت کی دعوت دی - غیر احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں ہندو بھی شریک جلسہ ہوئے - تلاوت و نظم کے بعد محترم صدر جلسہ نے تمام حاضرین کو جماعت کا تعارف کرایا - اور جلسہ کی غرض و غایت بتائی بعدہ مکرم جناب نور احمد صاحب - مکرم عبد اللہ حسن صاحب - مکرم مولانا حمید الدین صاحب مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ نے سامعین سے خطاب کیا نیز جناب پرنتد و بھٹاچاریہ صاحب نے جماعت کے متعلق اپنے نیک خیالات کا اظہار فرمایا - صدارتی خطاب کے بعد ۹ بجے رات جلسہ ختم ہوا -

(محمد فیروز الدین انور سیکرٹری تعلیم و تربیت کلکتہ)

• بنگال و آسام میں ۱۱ ہزار افراد کا قبول احمدیت • ۵۵ مساجد کے امام ۱۵ حفاظ قرآن مجید بھی آغوش احمدیت میں • متعدد مساجد بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں - کامیاب مناظرے و تبلیغی جلسے -

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بنگال و آسام میں گیارہ ہزار سعید روحوں کو حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی توفیق ملی الحمد للہ ماہ ستمبر میں محترم امیر صاحب اور خاکسار نے ضلع بانکوڑہ ضلع مدناپور اور ضلع ہاوڑہ کے علاقوں کے تفصیلی دورے کئے مختلف مقامات پر عظیم الشان جلسے کئے اور بنی بنائی مساجد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں ھذا من فضل ربی

مدناپور کی ایک بستی میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں مکرم مولانا عبد اللہ الحسن صاحب ممتاز المحدثین اور خاکسار نیز محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کی تقاریر کو سن کر اطراف و اکناف کی بڑی بڑی ہندو بستیوں کے لوگ امڈھ آئے اور حیرت و تعجب سے کہنے لگے کہ اسلام کی ایسی پرامن تعلیمات تو صرف آج ہم نے احمدیوں سے سنی ہیں لہذا ہمیں موقع دیا جائے ہم خود جلسے کا انتظام کریں گے اور آپ کی تقریر کروائیں گے ایسی تقاریر تو ہندوستان میں امن کی لہر پیدا کر دیں گی -

ضلع ہوڑہ کی ایک بستی میں محترم امیر صاحب اور خاکسار رات کے وقت لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچا رہے تھے کہ مولانا عبید الحق صاحب ملک سے جو اس علاقہ کے ممتاز عالم ہیں سے تبلیغی گفتگو ہوئی دوران گفتگو لاجواب ہو کر مولانا نے کہا کہ بعض آیات قرآنی منسوخ بھی ہیں جس پر سامعین کو مخاطب ہو کر خاکسار نے کہا کہ مولانا پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھو کیونکہ اگر آیات قرآنیہ منسوخ ہیں تو قرآن مجید کے کامل ہونے کے دعوے میں نقص آجاتا ہے اور جس کتاب میں نقص ہو وہ کامل ہو نہیں سکتی اور آنحضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت کا زندہ نشان ہے کہ آپ نے فرمایا آیات تو دور کی بات ہے قرآن مجید کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں ہے اس پر مولانا خاموش ہو گئے چنانچہ یہاں ہم کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی خاصی جماعت اور مسجد ملی اور نو مبائعین کے ایمان پختہ ہوئے فالحمد للہ -

(حمید الدین شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن بنگال و آسام)

کوڈالی (کیرالہ) میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد

جماعت احمدیہ کوڈالی کیرلہ کی پرانی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ یہاں مسجد اور مدرسہ احمدیہ کے لئے ایک عمارت ہی استعمال کی جا رہی ہے۔ احباب جماعت کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے یہ عمارت جماعتی تقاریب کے لئے بہت تنگ محسوس کی جا رہی ہے۔

محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کیرلہ نے اس پاک مقصد کے لئے اسی سینٹ زمین (۳/۴ ایکڑ اور ۵ سینٹ) خرید کر جماعت کے لئے وقف کی تھی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰ر ستمبر بروز اتوار شام کے چار بجے مسجد کے لئے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب ہوئی۔ سب سے پہلے محترم کے پی کنجامو صاحب صوبائی امیر اور آپ کے بعد علی الترتیب خاکسار، محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب، محترم سی مبارک احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کوڈالی نے سنگ بنیاد رکھا۔ اس کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کرائی۔ حاضرین میں مٹھائی اور چائے تقسیم کی گئی۔

احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی تعمیر کا کام مکمل فرمائے آمین۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تعمیر پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ یہ مسجد بہت مبارک فرمائے اور متقی نمازیوں سے بھر دے۔

(خاکسار :- محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

سابق گورنر اڑیسہ جناب بی این پانڈے کی خدمت میں
ہندی ترجمۃ القرآن و اسلامی لٹریچر کی پیشکش
مسلم بادشاہوں کی رواداری پر سابق گورنر کا معلوماتی بیان

پٹنہ: ۲۴ر اگست بروز اتوار شام ۷ بجے ایشیا کی سب سے بڑی لائبریری خدابخش کے وسیع ہال میں محترم اخلاق الرحمٰن صاحب قدوائی گورنر بہار کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا۔ محترم بی این پانڈے صاحب سابق گورنر اڑیسہ جو الٰہ آباد یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر رہے ہیں آپ یو پی کانگریس کے صدر اور ممبر پارلیمنٹ بھی رہے ہیں اور کئی ممالک کا دورہ بھی کیا ہے۔ تاریخ سے آپ کو گہری دلچسپی اور وسیع معلومات ہیں۔ چنانچہ مذکورہ لائبریری میں "ہمارا ہندوستان" کے عنوان پر آپ کی تقریر رکھی گئی۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بہار اور خاکسار کو بھی دعوت دی گئی۔

جناب بی این پانڈے نے اپنے ایک گھنٹہ کے لیکچر میں ہندوستان کی قدیم تہذیب کا ایک مختصر مگر جامع نقشہ پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کی آمد کے بعد مسلم تہذیب و کلچر کا ہندوستانی لوگوں پر کیا اثر پڑا اس کا ایک حسین و جمیل نقشہ کھینچتے ہوئے مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کو مستند تاریخی پس منظر کے حوالہ سے پیش کیا آپ نے کہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے ۷۰۰ سال تک حکومت کی باوجود مختلف عقائد ہونے کے ان کی قدریں مشترک تھیں وہ ایک کنبہ کی طرح صدیوں تک اکٹھے رہے مسلم بادشاہوں نے اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ روادارانہ اور ہمدردی کا سلوک کیا اُن کے مندروں اور گوردواروں کو بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں پجاریوں کے وظیفے مقرر کئے جن میں سر فہرست ٹیپو سلطان ہیں اورنگ زیب بادشاہ نے بھی غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا اور کئی مندروں کے نام جاگیریں دیں۔ آپ نے کہا اسلام میں کہیں جبر کی تعلیم نہیں ہے۔ آپ نے کہا مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کو صرف انگریزوں نے خراب کیا انہوں نے تاریخ کو بدلا اور ایسے من گھڑت قصے تاریخ میں لکھوائے کہ شیواجی نے مسلمانوں پر بہت ظلم کیا اور اورنگ زیب اور ٹیپو سلطان نے ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا اور یہ سب کچھ درسی کتب میں شامل کر کے نوجوانوں کے دماغوں کو یکسر منافرت کی راہ پر ڈال دیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں الٰہ آباد یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا ایک مرتبہ کچھ طلباء میرے پاس آئے ان کے پاس کچھ کتابیں تھیں میں نے اُن میں سے تاریخ کی ایک کتاب نکال کر دیکھی اس میں لکھا تھا کہ ٹیپو سلطان نے تین ہزار برہمنوں کو مسلمان نہ بننے کی وجہ سے قتل کروا دیا تھا۔ میں نے تعجب کیا اور کلکتہ کے جس مصنف نے یہ کتاب لکھی تھی اس کو لکھا کہ مجھے اس واقعہ کا حوالہ چاہیے انہوں نے لکھا کہ میسور گزٹ سے یہ حوالہ لیا ہے میں نے میسور کے وائس چانسلر کو خط لکھا کہ مجھے میسور گزٹ سے یہ حوالہ تلاش کر کے بھجوائیں چنانچہ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ ایسا کوئی واقعہ گزٹ میں نہیں بلکہ انہوں نے بہت سے واقعات ٹیپو سلطان کے حسن سلوک اور ہندوؤں سے رواداری کے بھجوائے اسی طرح بہت سے مندروں کی تعمیر اور پنڈتوں کے نام سلطان کی طرف سے جاری کردہ وظائف کی لسٹ بھجوا دی۔ تب میں نے کلکتہ کے وائس چانسلر کو لکھا کہ یہ واقعہ آپ کی کتاب میں غلط ہے اس کو نکال دیا جائے چنانچہ وہ واقعات کتاب سے حذف کر دیئے گئے۔

آپ نے اپنے خطاب میں ہندوستانی نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ صحیح تاریخ کا مطالعہ کریں اور ہندو مسلم سکھ عیسائی ایک کنبہ کی طرح رہیں۔

اس موقعہ پر خاکسار اور محترم سید فضل احمد صاحب امیر جماعت بہار نے آپ کی خدمت میں قرآن مجید کا ہندی ترجمہ اور اسلامی لٹریچر پیش کیا جسے آپ نے بڑے پیار سے قبول کیا۔

خاکسار :- بشارت احمد بشیر انچارج مبلغ صوبہ بہار مقیم پٹنہ

ناروے میں سیلاب اور جماعت احمدیہ ناروے کی خدمات

اوسلو ناروے سے شائع ہونے والے جماعتی رسالہ "الجہاد" دو ماہی (جولائی اگست ۹۵ء) کی رپورٹ کے مطابق ماہ جون ۹۵ء میں ناروے کے سیلاب میں جماعت احمدیہ ناروے کو متاثرہ افراد کی عظیم الشان خدمات کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ مکرم مبشر احمد طارق صاحب نیشنل امیر جماعت اور جمیل احمد صاحب قمر صدر خدام الاحمدیہ کی زیر نگرانی خدام کی ایک ٹیم نے متاثرہ علاقے میں پہنچ کر فوجیوں کے شانہ بشانہ بند بنانے کا کام کیا۔ ریلوے سٹیشن، شاپنگ سنٹر اور آبادی کی جگہوں پر مختلف زاویوں سے بند باندھے گئے۔ خدام نے کئی کئی گھنٹے بھاری ریت کی بوریاں اُٹھا اُٹھا کر بند بنانے کا کام کیا۔ خدمات کا سلسلہ ایک ہفتہ جاری رہا جس میں شروع کے چند دن حفاظتی بند بنانے میں صرف ہوئے جب یہ کام تکمیل کو پہنچ گیا تو باقی دن حفاظت پر کھڑے فوجیوں کی خدمت میں گزرے۔ فوجیوں کو روزانہ دوپہر سے رات نو دس بجے تک چائے کافی اور جوس پیش کیا گیا۔

سیلاب کے خطرے کے ٹل جانے کے بعد جب لوگ واپس گھروں کو آنا شروع ہو گئے تو انتظامیہ نے جماعت احمدیہ سے دوبارہ رابطہ قائم کیا اور درخواست کی کہ اس مرتبہ بوڑھے افراد کو اپنے گھریلو سامان دوسری منزلوں تک پہنچانے کے لئے مدد کی ضرورت تھی چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے بھاری سامان واپس رکھوانے میں بہت مدد کی۔

مقامی اخبارات نے بھی جماعت احمدیہ ناروے کی ان خدمات کو بہت سراہا۔ انٹرویو اور تصاویر لیں اور اخبارات میں خبریں شائع کیں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو کے ۹۵ کے موقع پر دوسرے روز کے خطاب میں جماعت احمدیہ ناروے کی ان خدمات کا ذکر فرمایا اور ان کے حوصلے بلند فرمائے۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ ناروے کی اس خدمت کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے اور آئندہ بھی مقبول خدمات کی توفیق بخشے آمین۔

منقولات

عہد کا صندوق مل گیا

استثنا ۱۰ میں خدا نے موسیٰ کو دو لوحیں تراشنے اور لکڑی کا ایک صندوق بنانے کو کہا اس نے دس احکامات والی دو لوحوں کو صندوق میں رکھا ۱۰/۸ میں خداوند نے لاوی قبیلہ کو عہد کا صندوق اٹھانے کو مقرر کیا اس صندوق کی بہت حفاظت کی جاتی تھی بنی اسرائیل جہاں جاتے اسے لے جاتے تھے دس احکام کے علاوہ اس میں بہت سی قیمتی چیزیں رکھی گئی تھیں سینکڑوں برس بعد جب بنی اسرائیل پر مصیبت آئی اور یہودیوں کو پکڑ کر بابل میں اسیر بنا دیا گیا تو یہ صندوق گم گیا تھا۔ اب اس کا پتہ چل گیا ہے اتھوپیا کے پہاڑی صوبہ تیگرے کے شہر اکسوم کے ایک گرجہ میں محفوظ ہے اب وہاں کا ایک قبیلہ فلاساز اس کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جو مصیبت کے زمانے میں عہد کا صندوق اسرائیل سے اپنے ساتھ وہاں لے گیا تھا اس کے متعلق مزید جانچ کی جا رہی ہے۔ اس صندوق کا جو کیکر کی لکڑی سے بنا تھا، ذکر خروج ۲۵ باب میں آیا ہے۔ فلستیوں نے اس پر قبضہ کیا پہلا سموئیل ۴/۱۱-۱۰ شاہ سلیمان نے اسے ہیکل میں رکھا ۲۔ تاریخ ۵/۱۰-۲ بھی دیکھیں۔

(مسیحی دنیا نئی دہلی ستمبر ۱۹۹۵ء صفحہ ۲)

تبصرہ

نام کتاب: "حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو گیا ہے"
مؤلف: حمید الدین شمس فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بنگال و آسام
ناشر: مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ
تاریخ اشاعت: ۲ ستمبر ۱۹۹۴ء
ملنے کا پتہ: ۲۰۵ نیو پارک اسٹریٹ کلکتہ - ۱۷

محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل مبلغ بنگال و آسام کی یہ مختصر مگر جامع کتاب جو کتابی سائز کے ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مذکورہ عنوان کے تحت اس میں بہت مفید معلومات کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق قرآن و حدیث اور بزرگان امت کی پیشگوئیوں کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں دیگر مذاہب بالخصوص ہندو مذہب اور عیسائیت کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی ولولہ انگیز تحریرات بھی درج ہیں جن میں حضور اقدس نے اپنی صداقت کو پیش فرمایا ہے۔ کتاب میں بالخصوص سورج چاند گرہن والی پیشگوئی کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ نومبائعین اور زیر تبلیغ افراد کے لئے بے حد مفید کتاب ہے۔

جو جماعتیں یا احباب یہ کتاب منگوانا چاہیں مذکورہ ایڈریس پر رابطہ کریں۔

مترجمین سے ایک گذارش

اردو/انگلش کی ویڈیو ٹیپس سے دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں ترجمہ کرنے کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ بھی کسی زبان پر عبور رکھتے ہوں تو براہ مہربانی مسز بی شیخ صاحبہ پرائیویٹ سیکرٹری لندن کی معرفت اپنے امیر کی تعارفی چٹھی کے ساتھ رابطہ قائم کریں جزاکم اللہ۔ (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

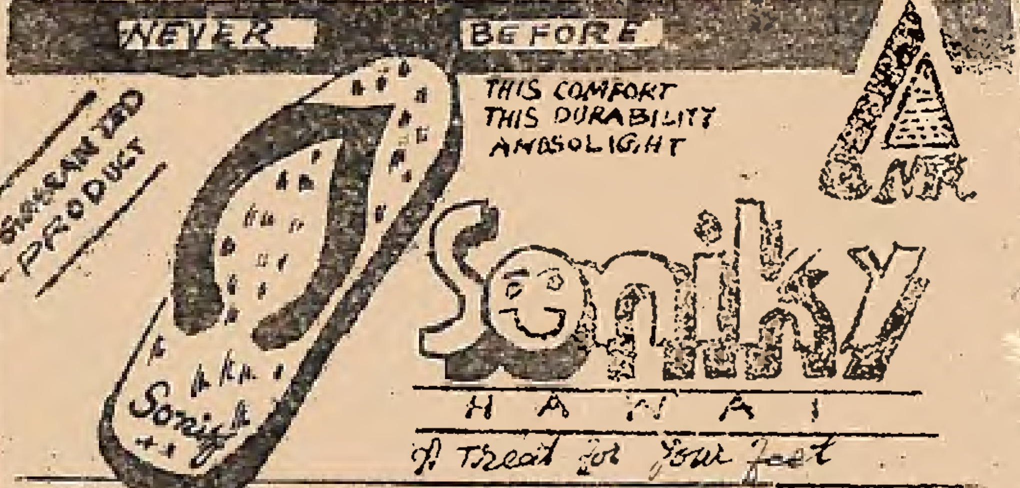

Sonky HAWAI
A Treat for Your Feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

Star CHAPPALS Ph- 543105
WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY
LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661: OPP BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN- 208001

Ph- 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48, PRINCEPSTREET
CALCUTTA-700072

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN: LEATHER-BELTS LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS-WALLETS (ETC)
19A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA-700081

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

کلام مہجور (شاعر کشمیر) در مدح سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بحمد اللہ بحمد اللہ نسیم نو بہار آمد!!
شکر ہے اللہ کا شکر ہے اللہ کا کہ نو بہار کی ہوا چلی ہے
بہ بلبل صد مبارک باد وقت نالہ زار آمد
بلبل کے لئے صد مبارک کہ اُس کے چہکنے کا وقت آیا ہے
شب تاریک شد روشن ز نور آن مہِ تابان
چمکتے چاند سے تاریک رات روشن ہوئی۔
بسوئے عالم اسلام چون آن شاہسوار آمد
جب وہ شہسوار عالم اسلام کی طرف آیا
چو سلطانِ رومی سوئے میداں لشکر آور شد
جب وہ رومی بادشاہ (روشنی) میدان کی طرف لشکر لیکر بڑھا
شہ زنگی سوئے ملکِ عدم اندر فرار آمد
تو زنگی بادشاہ (اندھیرا) عدم آباد کی طرف بھاگ گیا
ز نور او ہمہ عالم شدہ چون جنت الماویٰ
اُس کے نور سے تمام دنیا جنت الماویٰ کی طرح ہوگئی
چو آن شاہِ جہان در بوستانِ شالمار آمد
جب وہ دنیا کا بادشاہ شالیمار کے باغ میں آیا
شہ شہر بقا باللہ مہ چراغ خدا دانی
بقا باللہ لوگوں کے شہر کا بادشاہ اور خدا شناسوں کے آسمان کا چاند
زہے آن یوسف کنعاں با عزّ و وقار آمد
ایک یوسف کنعاں کی شکل میں عزت و وقار کیساتھ آیا
کہ یعنی سرورِ عالی نسب محبوب یزدانی
یعنی عالی نسب بزرگ جو خدا کا محبوب ہے
بدُنیا مہدئ دوراں ز بعدِ انتظار آمد
بہت انتظار کے بعد دنیا میں، مہدی دوراں کی حیثیت میں آیا
فلک شاداں ملک خنداں زمیں نازاں زماں خورسند
آسمان شاد ہے، فرشتے مسکراتے ہیں، زمین ناز کرتی ہے، زمانہ خوش ہے
بہ ہر سو نعرۂ شادی از دشت و کوہسار آمد
شادمانی کے نعرے دشت و کوہسار سے ہر طرف بلند ہورہے ہیں
ز بحر علم و حلم و عزت و جود و جواں مردی
علم، حلم، عزت، سخاوت اور جواں مردی کے سمندر سے
ضیائے محفل اسلام دُرّ شاہوار آمد
اسلام کی مجلس کو روشن کرنے کے لئے ایک دُرّ شاہوار نکل آیا
بعالی ہمتیٔ او ز گرداب پریشانی!!
اُس کی بلند حوصلگی سے اسلامیوں کی ناؤ پریشانی کے
بزورِ کشتیٔ اسلامیاں سوئے کنار آمد
بھنور سے نکل کر کنارے کی طرف آئی ہے
بیک تیر نگاہش دشمن دینِ رسول اللہ
اُس کے ایک نظر کے تیر سے دین رسول اللہ صلعم کا دشمن
چو مرغ نیم جاں اُفتاں و خیزاں در فرار آمد
ایک مرغ نیم جان کی طرح تڑپتا ہوا بھاگ گیا
الا اے منکر ناداں بترس از قہر ربّانی
اے ناداں انکار کرنے والے خدا کے قہر سے ڈر
چرا مے بینی بتائیدش خدائے کردگار آمد
جب تو دیکھتا ہے کہ اُس کی تائید کے لئے خدائے کردگار آیا ہے

الا اے منکر امرتسری و اے طالب دُنیا!
ارے اے منکر امرتسری اور اے دنیا کے طالب!
جہان پُر نور در چشمان تو گرد و غبار آمد
تیری آنکھوں کو نور سے بھرا ہوا جہان گرد و غبار کی صورت میں آتا ہے
ببیں در کار زارِ مہدیٔ آخر زمان یکدم
دیکھ لے کہ مہدیٔ آخر زماں کے میدان جنگ
چسان آن ابتر لدھیانوی درکار زار آمد
میں کس طرح یکدم وہ ابتر لدھیانوی کام آیا
کجا لیکھو کجا آتھم برایشان تیرہ شد عالم
کہاں لیکھرام، کہاں آتھم کہ اُن پر ساری دنیا تاریک ہوگئی
جہنم مسکن ایشان ز قہر کردگار آمد
خدا کے قہر سے اُن کا مسکن جہنم بن گیا
بناز اے کشورِ ہندوستان فخرے شدت حاصل
اے سرزمین ہندوستان تجھے ناز ہے اور فخر حاصل ہوا ہے
ز خاکت کم بہا و کم قدر مشک تتار آمد
کہ تیری کم قیمت اور ادنیٰ درجہ کی مٹی سے مشک تتار نکلا ہے
ہمیں است آن غلام احمد کہ بہر کشتن اعدا
وہ غلام احمد ایسا ہے کہ دشمنوں کے مارنے کیلئے وہ براہین
بشمشیرِ براہین از برائے کار زار آمد
کی شمشیر لیئے کر میدان جنگ میں اُترا ہے
کسوفِ مہر و مہ بر آسماں از بہر تصدیقش
سورج اور چاند کا گرہن اُس کی تصدیق کیلئے آسمان پر
نمے بینی کہ ایں برہان چہ خوب و استوار آمد؟
ظاہر ہو چکا، نہیں دیکھا کہ یہ دلیل کتنی خوب اور واضح ہے!
... درین گرداب ظلمتہا و سیلاب ضلالتہا
اندھیروں کے اس بھنور اور گمراہیوں کے اس سیلاب میں
نمے بینی کہ ملاّحی ز ایزد آشکار آمد؟
تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک ملاّح ظاہر ہوا ہے
پئے تصدیق تو اے ہادیٔ راہ خدا دانی
اے خدا کے راستے کے ہادی تیری تصدیق کے لئے
بقولِ مصطفیٰ طاعون اندر روزگار آمد
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق طاعون ظاہر ہوا
ز جورِ چرخ ناہنجار ایں مہجور اے سرور
اے بلند مرتبہ بزرگ! آسمان کے ظلم سے تنگ آکر یہ
بزیر سایۂ تو دل حزین و دل فگار آمد
غمزدہ اور زخمی دل والا مہجور تیرے سایہ میں پناہ لینے آیا ہے

خاکسار پیر غلام احمد مہجور شاعر کشمیر متوطن کشمیر ہرگنہ چھرات
سابق محرر دفتر اخبار بدر قادیان دار الامان ۱۹۰۷ء

بحوالہ: اخبار بدر ۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ نمبر ۵ نمبر ۱۲ جلد ۶
(مرسلہ و مترجم، مکرم غلام نبی صاحب ناظر یاری پورہ کشمیر)

۱؎ سرینگر میں واقع ایک بہت حسین باغ۔ ۲؎ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ ۳؎ سعد اللہ لدھیانوی

منظوری امیر جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

احباب جماعت احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے محترم محمد شفیع اللہ صاحب کی آئندہ تین سال کے لئے (جولائی ۱۹۹۵ء تا جون ۱۹۹۸ء) امیر جماعت احمدیہ بنگلور کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ عہدہ ہر جہت سے مُبارک اور بابرکت فرمائے۔ آمین۔ احباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

साप्ताहिक 'बद्र'

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लल्लाह

क़ादियान [पंजाब]

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 12 अक्तूबर, 1995 | अंक 43

पवित्र .कुर्आन

कर्मों का फल

सो उन के रब्ब ने (यह कहते हुए) उन की (प्रार्थना) सुन ली कि मैं तुम में से किसी कर्त्ता के कर्म को नष्ट नहीं करुगां, भले ही वह रुष हो या स्त्री। तुम एक-दूसरे से (सम्बन्ध रखने वाले) हो अतः जिन्हों ने हिजरत (स्वदेश-त्याग) की और उन्हें उन के घरों से निकाला गया तथा मेरी राह में दु ख दिया गया और उन्हों ने युद्ध किया और मारे गए, निस्सन्देह मैं उन के पापों के प्रभाव को उन के शरीर से मिटा दूंगा और निस्सन्देह मैं उन्हें ऐसे बागों में दाखिल करुगा जिन के नीचे नहरें बहती होंगी। (यह सब कुछ) अल्लाह की ओर से प्रतिफल के रुप में मिलेगा और अल्लाह तो वह है कि जिस के पास सबसे उत्तम प्रतिफल है

आले इम्रान 19[illegible]-196)

हदीस शरीफ

लोगों के साथ ऐसा व्यवहार करो जैसा तुम अपने लिए पसन्द करते हो।

फर्मान हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलेहिवसल्लम-

जो व्यक्ति यह पसन्द करता है कि उसे नरक (दोज़ख़) से दूर रखा जाए और जन्नत (स्वंग) में दाखिल हो तो उसे चाहिए कि उसे इस अवस्था (हालत) में मौत आए कि वह अल्लाह और आखिरता के दिन पर ईमान रखता हो, और लोगों के साथ ऐसा व्यवहार करे जैसा व्यवहार वह अपने लिए पसन्द करता हैं।

(मुस्लिम)

मलफूज़ात :-

विवाह में फ़ज़ूलखर्ची

हज़रत मसीह मोऊद अलैहिस्सलाम ने फ़रमाया

हमारी क़ौम में एक यह भी बुरी रस्म है कि शादियों में सैकड़ों रुपये का फ़ज़ूल खर्च किया जाता है। इसलिये याद रखना चाहिये कि शैख़ी और बड़ाई के तौर पर विवाह में भाजी बांटना और इसका देना और खाना ये दोनों बातें शरियत में हराम हैं। तथा पटाखे चलाना रंडी. भड़वों, डूम ढारियों को देना यह सब हराम है बेकार में रुपया का नुक़सान होता है। तथा गुनाह (पाप) सर पर चढ़ता है। इसके अतिरिक्त शरह शरीफ में तो सिर्फ इतना हुक्म है कि निकाह करने वाला निकाह के बाद वलीमा (दावत) करे अर्थात कुछ मित्रों को खाना पका कर खिला देवे।

(मलफ़ूज़ात जिल्द 9 सफ़ा 46)

★ आप ने फरमाया इस यात्रा के लिऐ आपने ज़ीवन मे कुछ काम करने हैं। नही तो रास्ते के सामान के बिना यह यात्रा लक्षाय पर नही पहुच सकती इस प्रकार पापी लोग अपने नरक तक पहुचने का जो सफर पकड़ते हैं। उस मंजिल पर पहुचने के लिए उनको उसी प्रकार बुरे काम प्राप्त होते है जिस प्रकार पीड़ा का अनुभव करने के लिऐ हमें जीवन की ससांरिक यात्रा में Negative शक्ति प्रदान हुई हैं। और वह Negative शक्ति नरक तक पहुचने तक इन के भीतर काफी मात्रा में पीड़ा के अनुभव की शक्ति उत्पन्न कर चुके होते हैं। (शेष 2 कालम में)

आत्म सम्मान

अल्लाह की ओर लौटने वाली महान यात्रा की तैयारी करें और अपने स्वंग स्वंय बनाऐं।

यह स्वंग अल्लाह की याद से बनेगे जिन से आप की रुहानियत के फलने फूलने की राह आरम्भ होगी।

यह है अल्लाह की याद जिस की ओर मैं आप को बुला रहा हू।

जमात अहिमदिया के चौथे खलीफा हज़रत मिर्जा ताहिर अहिमद साहिब ने यह खुत्बा मस्जिद फजल लन्दन मे 21 जनवरी 1994 को दिया-जिस का सार पेश हैं-

आप ने पवित्र कुर्आन के श्लोक पढ़ने के पश्चात फरमाया बानी जमात अहिमदिया के इस फरमान पर कि "हमारे उतम स्वाद हमारे अल्लाह मे हैं" आप जी ने फरमाया जिस प्रकार ससांरिक प्रगति मे अना के सहारे एक बहुत लम्बी यात्रा की है उसी प्रकार रुहानी उन्नति मे भी यही अना है जो एक यात्रा में आप की मददगार हो जाती हैं। आप का कदम कदम आगे बढ़ाती है। ससांरिक प्रगति मे अना ने कानशास रोल अदा नहीं किया अर्थात यह कि अना मे वह वस्तु नहीं थी कि वह आप को वह वस्तु दे सकती जो आप के स्वाद का पैमाना है। वह इश्वर ही है जिस ने आप को वह सब वस्तुऐ प्रदान की हैं। जब आप मनुष्यता की सतह पर पहुंच जाते हैं और आप की अनुभूतियां पूरी तरह से तैयार हो जाती हैं तो यह वह समय है जिस को नव उत्पन्न का समय कहा जाता है जब ईश्वरीय वाणी का प्रकाश उतर सकता है और आप के कार्य करने की शक्ति उतनी प्रगति कर चुकी होती है कि आपका उदित मस्तिष्क जैसे जैसे प्रगति करता है। आप पर यह उदित होता जाता है कि हमारे जीवन ने जो स्वाद दिये हैं यह स्वाद तो कोई विशेष महत्तव नही रखते। वास्तव मे जीवन इस बात मे हैं कि जीवन के सोमों मे अपने आप खोजे बूद समुन्द्र की ओर वापिस लौट जाऐ वह आरम्भ होने का स्थान था जब एकत्र होने का स्थान बन जाऐ यह अनुभव पूरी तरह से ईश्वर की पहचान से प्राप्त होता है। और ईश्वर की पहचान ईश्वरीय-वाणी मे प्राप्त होती है।

हजूर ने फरमाया ईश्वर की ओर लौटने की यात्रा रुहानी प्रगति की यात्रा है इस अवसर पर जब आप अल्लाह से एक नई शक्ति पाते है तो यह शक्ति आप को एक रुहानी स्वाद देती है यही वह रुहानी स्वाद हैं जो मृत्यु के पश्चात जी उठने के लिऐ इस से पहले इसी प्रकार एक लम्बी यात्रा करेगी। ★

अर्थात ईश्वर से दूरी की यात्रा वास्तव मे उस नरक की ओर यात्रा है जो एक लम्बे समय की यात्रा है । जिस के बारे हम नही कह सकते कि कब तक की होगा धीरे धीरे हमारी आत्मा को वह मस्तिष्क प्रदान हो जाऐगा कि अ नी बेवकूफी के बदले में जो कुछ खोया है । इसी की पीड़ा महसूस करे और पीड़ा को खोने का नाम है जीवन । जीवन के विपरीत जो कोई भी वस्तु आप पर काम दिखाती है । वहीं तकलीफ है और जीवन के हक में जो शक्तियां आप पर कार्य कर रही हैं । वही स्वाद है । तो आखरी जायजे में न कोई शाररिक स्वाद है न कोई सर्दी गर्मी का स्वाद है । सारे स्वाद अना तक पहुचते हैं । और इस अना में जब कमजोरी का अनुभव उत्पन्न होता है कि हम ने बहुत लम्बे सफर किऐ परन्तु फिर भी अधिक नही है । और अधिक की तमन्ना इसी प्रकार बाकी है । फिर भी प्यास है जो न खत्म होने वाली है वह समय है अनुभव का जब ईश्वर की ओर ध्यान पैदा होता है और मनुष्य जान लेता है कि जीवन तो इसी की मित्रता में है । और सदा का जीवन भी इसी से प्राप्त हो सकता है । तो फिर यह खाने पीने और शारिरिक स्वाद इस के सामने कोई हकीकत नही रखते और अपने अपने केन्द्र में एक नये स्वाद का अनुभव पैदा होता है आप ने फरमाया हजरत बाणी जमात अहि-मदिया के इन शब्दों "हमारे उत्तम स्वाम हमारे भगवान में है" यही अर्थ है आप ने फरमाया यह जो आत्मिक यात्रा है इस के बारे याद रखे कि आप के सारे ससांरिक स्वाद कुछ हालतों में बड़े भयानक दिखाई देते हैं । परन्तु इन सब का केन्द्र और आरम्भ होने का स्थान ईश्वर है । और आरम्भ में यह बहुत पवित्र हैं । और गहरी हिक्मतों भेदों से जुड़ी है । और अन्तिम भेद की बात यह है कि इन सब का सम्बन्ध उस अना (आत्मसम्मान) से है जो ईश्वर से आप में उत्पन्न हुई और उस ने एक बहुत लम्बी यात्रा की जब आप को यह अनुभव हो जाता है कि केन्द्र सुन्दर है और बाकी सब स्वाद इस केन्द्र को देन है । तो उस और लौटने की जिज्ञासा पैदा होती है । वह यात्रा है जो एकत्र होने की यात्रा बन जाती है । परन्त अन्तिम केन्द्र वही है जो इस मे ब्यान फरमाया गया है कि–

"अल्लाह ही से यात्रा आरम्भ होती है और अल्लाह ही पर जा कर समाप्त होती है" ।

वह मनुष्य जिन की यात्रा अन्धेरे में आरम्भ हो और अन्धेरे में ही समाप्त हो उन को मृत्यु के पश्चात किसी स्वाद की आशा रखनी चाहिऐ हजूर ने फरमाया हजरत मुहम्मद साहिब ने अपनी नही मृत्यु के समय जो यह शब्द दोहराऐ कि-

"हे ईश्वर मुझे अपनी उच्च मित्रता प्रदान कर"

यह शब्द आप के सारे जीवन का निचोड़ थे यह जो आप की भगवान की ओर लौटने की तड़प है यही वापिस लौटना उच्च स्वर्ग है और यही हैं जो ईश्वर ने फरमाया–

"ऐ वह मनुष्य जो मुझ से राजी हो गया तू लम्बी यात्रा से थक गया है अपने खुदा की ओर लौट आ और मेरे भक्तों में शामिल हो जा और मेरे स्वर्ग में दाखिल हो जा" -

अर्थात इस महान यात्रा की तैयारी शुरु करे और अपने स्वर्ग स्वंय बनाऐ और यह स्वर्ग भगवान की याद से बनेगा जिस से आप की आत्मिक बढ़ोतरी का सिलसिला आरम्भ होगा यह है भगवान की याद जिस की ओर में आप को बुला रहा हूं ।

भगवान आप को इस की शक्ति प्रदान करे

"उजाले की ओर"

(नूरिया तजियन भदरक)

ऐ मसीह ! यदि तुम न आते,
अंधेरे जगत के बढ़ते ही जाते
न मजहब को अपने हम पहचान पाते,
न कुरआन के अर्थ को जान पाते
रीति और रिवाजो में हम बंधते जाते
न मिलता किनारा हमें, डूब जाते
ऐ मसीह यदि तुम न आते
यह बुद्धा यह नानक यह कृष्णा ये राम
दिया ज्ञान तूने ही इनके विषय में
था आशय क्या इनका न हम जान पाते
न मिलती हमें शान्ति व्याकुल से रहते
ऐ मसीह यदि तुम न आते
अब सात समुन्दर पार पहुचा तेरा आह्वान है
कुछ मृतकों ने पाया इस से ही जीवन दान है
तेरा अभिमान है सच्चा कैसे जान पाते
जो ईश्वर तक जाए उस पथ को वे न पाते
ऐ मसीह यदि तुम न आते
मिटना ही चाहता है अब अधंकार जग से
फैलेगा अब उजाला ए मसीह तेरे दम से
अब दूरियाँ सिमट कर सब पास आ गयी हैं
सब दूर देश रह कर न इतने पास आते
ऐ मसीह यदि तुम न आते

हज़रत पैगम्बरे इस्लाम का पवित्र जीवन

(भाग 5)

आप सहचारियों की उपासनाओं पर भी ध्यान रखते। हज़रत अब्दुल्ह-बिन-उमर बड़े ही साधु-स्वभाव एव धर्मात्मा पुरुष थे । हजरत रसूले करीम ने उनके विषय में कहा कि अब्दुल्लाह-बिन-उमर क्या ही भद्र पुरुष होता यदि तहज्जुद (प्रात: से पूर्व अर्थात् रात्रि के अन्तिम पहर की उपासना की नमाज़ भी नियमपूर्वक पढ़ता (मुस्लिम) जब श्री अब्दुल्लह-बिन-उमर के कानों में यह वचन पहुंचे तो उन्होंने उसी दिन से तहज्जुद की नमाज नियमपूर्वक पढ़नी आरम्भ कर दी इसी प्रकार एक बार हज़रत रसूले करीम रात के समय अपने जामाता हज़रत अली और अपनी सुपुत्री हजरत 'फ़ातिमह' के घर में गये और पूछा, क्या नमाज तहज्जुद पढ़ा करते हो ? हजरत अली ने उत्तर दिया, हे परमात्मा के रसूल ! पढ़ने का प्रयत्न तो करते हैं, परन्तु जब कभी ईश्वरेच्छा से समय पर हमारी आंख नहीं खुलती तो तहज्जुद छूट जाती हैं। आपने कहा, 'तहज्जुद पढ़ा करो' । ऐसा कह कर आप उठे और अपने घर की ओर चल पड़े और मार्ग में बार बार यह शब्द कहते जाते थे ।

कि मनुष्य प्राय: अपनी त्रुटियां मानने से घबराता है और अनेक प्रकार के प्रमाण देकर अपने अपराध को छुपाने का प्रयत्न करता है। ऐसा कहने से आपका अभिप्राय यह था कि बजाये इस के कि हजरत 'अली' और हज़रत 'फ़ातिमह' ऐसा कहते कि हम से कभी-कभी भूल हो जाती है उन्होंने ऐसी क्यों कहा कि ईश्वरेच्छा ऐसी होती है इत्यादि । इस प्रकार परमात्मा पर मानों दोषारोपण करते हैं । आडम्बर की उपासना करने से आपको अत्यन्त घृणा थी ।